نوجوانوں کے لئے کہانی

30 دلچسپ کہانیاں

رمضان احمدانی

:...... بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :......

نوجوان ہی دراصل کسی معاشرے کا مستقبل ہوتے ہیں وہ چاہیں تو اپنے حسن عمل اور جذبۂ خیر وصلاح سے دنیا کو رشکِ فردوس بنادیں اور چاہیں تو نمونۂ جہنم۔ ملاحظہ فرمائیں ایک چشم کشا اور انقلاب آفریں کہانی

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ

اگر جواں ہوں مری قوم کے جسوُر و غیور
قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں

1: حکایت:

اللہ والوں کی نماز اور وفات

ایک شخص نے غلام خریدا، غلام نے اپنے آقا سے کہا: اے میرے آقا: میری آپ سے تین شرطیں ہیں۔

1: ﴿ان لا تمنعنی عن الصلوٰة اذا دخل وقتها﴾ جب نماز کا وقت آجائے تو آپ مجھے نماز سے منع نہیں کریں گے۔

2: ﴿ان تستخدمنی بالنهار ولا تشغلنی با للیل﴾ آپ دن کو مجھ سے خدمت لیں اور رات کو آپ مجھ کو مشغول نہ رکھیں۔

3: ﴿ان تجعل لی بیتا لا یدخله احد غیری﴾ آپ میرے لیے ایک کمرہ وقف کر دیں وہاں میرے علاوہ کوئی داخل نہ ہو۔

آقا نے اس کی تینوں شرطیں قبول کر لیں۔ غلام نے سارے گھر کا چکر لگایا اور ایک خالی کمرے کو پسند کیا۔ آقا نے غلام سے کہا ﴿لم اخترت الخراب ؟﴾ تو نے یہ خالی کمرہ پسند کیوں کیا؟ غلام نے عرض کیا: اے میرے آقا: ﴿اما علمت ان الخراب یکون مع الله عمارة وبستانا﴾ کیا آپ کو یہ پتہ نہیں کہ خالی گھر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آباد ہو جاتا ہے؟ پس وہ غلام اس کمرے میں رات کو (ذکر الٰہی میں) مشغول رہنے لگا۔ تو اس کے آقا نے کسی ایک رات شراب اور رقص وسرود کی محفل سجائی، جب آدھی رات ہوئی تو اس کے دوست یار سب چلے گئے۔ آقا اٹھا اور سارے گھر کا چکر لگایا، جب غلام کے کمرے کے پاس پہنچا تو کیا دیکھا کہ ایک نور کی قندیل آسمان سے لٹک رہی ہے اور غلام سجدہ میں اپنے رب تعالیٰ سے مناجات کر رہا ہے اور وہ عرض کر رہا ہے:

﴿الهي اوجبت علي خدمة مولای نهارا ولو لاه ما اشتغلت الا بخدمتك ليلي ونهاري فاعذرني ربي﴾

ترجمہ: اے میرے الہٰی! تو نے دن کو میرے مالک کی خدمت میرے ذمہ لازم کر دی، اگر میرے ذمہ یہ خدمت نہ ہوتی تو دن، رات میں تیری ہی عبادت میں مصروف رہتا۔ اے میرے رب عزوجل تو مجھے معذور رکھ۔

مالک فجر تک یہ نظارا دیکھتا رہا، اس کے بعد قندیل آسمان کی طرف چلی گئی۔ اور چھت بے نور بند ہو گیا۔

آقا نے اپنی بیگم سے یہ سارا واقعہ بیان کیا۔ جب دوسری رات آئی تو آقا اور اس کی بیگم خالی کمرے کے پاس گئے تو دیکھا چھت پر قندیل اسی طرح لٹکی ہوئی ہے۔ اور غلام فجر تک مناجات کرتا رہا۔ اگلے دن آقا اور بیگم نے غلام کو بلا کر کہا کہ: ﴿انبت حر لوجه الله حتی تتفرغ لخدمة من كنت تعتذر اليه﴾ تو اللہ کے لئے آزاد ہے تاکہ تو آزاد ہو کر اس کی عبادت کر سکے، جس سے تو معذرت کرتا ہے۔

ان دونوں نے غلام کو اس کی کرامت سے آگاہ کیا جو انہوں نے رات کو دیکھی تھی۔ جب غلام نے یہ سنا تو دونوں ہاتھ اٹھا کر عرض کی: ﴿الهي كنت اسئلك ان لا تكشف ستري وان لا تظهري حالي فاذا كشفته فاقبضني اليك فخر ميتا رحمة الله تعالى﴾ یا الہٰی میں نے تجھ سے عرض کی تھی کہ میرا پردہ اور حال ظاہر نہ فرمانا۔ جب تو نے میرے حال کو ظاہر کر دیا ہے تو میری جان قبض کر لے پس وہ مردہ ہو کر گر پڑا۔ اللہ اس پر رحمت کرے۔

2 حکایت: ﴿عشاق کی عبادت کا طریقہ﴾

ایک عابد شخص نے نماز شروع کی جب وہ اس آیت ﴿ایاك نعبد﴾: [ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں] پر پہنچا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ حقیقی عبادت گزار ہے تو

غائب سے آواز آئی: ﴿كذبت انما تعبد الخلق﴾ تو تو جھوٹا ہے تو مخلوق کی عبادت کر رہا ہے۔ یہ سن کر اس نے فوراً توبہ کی اور لوگوں سے الگ ہو کر پھر نماز میں شروع ہو گیا۔ جب ﴿اياك نعبد﴾ پر پہنچا [تو پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ حقیقی عبادت گزار ہے]۔ تو غائب سے آواز آئی: ﴿كذبت انما زوجتك﴾ تو جھوٹا ہے تو تو اپنی بیوی کی عبادت کر رہا ہے۔ یہ سن کر اس نے فوراً اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور پھر نماز میں شروع ہو گیا۔ جب ﴿اياك نعبد﴾ پر پہنچا۔ تو غائب سے آواز آئی: ﴿كذبت انما تعبد مالك فتصدق بجميعه﴾ تو جھوٹا ہے بے شک تو اپنے مال کی عبادت کر رہا۔ پس اس نے اپنی حاجت اصلیہ کے علاوہ سارا مال صدقہ کر دیا۔ اور پھر نماز میں شروع ہو گیا۔ جب ﴿اياك نعبد﴾ پر پہنچا [تو دل میں خیال آیا کہ میں ہی حقیقی عبادت گزار ہوں] تو غائب سے آواز آئی: ﴿ان صدقت فانت من العابدين حقيقة﴾ تو واقعی ہی سچا ہے اور سچے عبادت گزاروں میں سے ہے۔

3 حکایت: ﴿حضرت حاتم اصم کی عبادت﴾

عصام بن یوسف، حضرت حاتم اصم کی محفل میں آئے اور ان پر اعتراض کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ عصام نے کہا: اے ابو عبد الرحمان [یہ حاتم کی کنیت ہے]: ﴿كيف تصلي ؟﴾ آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ حضرت حاتم نے ان کی طرف توجہ کرتے ہوئے کہا کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو میں کھڑے ہو کر پہلے ظاہری وضو کرتا ہوں پھر باطنی وضو کرتا ہوں۔ عصام نے کہا: یہ ظاہری اور باطنی وضو کیسے ہوتا ہے؟ حاتم اصم نے فرمایا: ظاہری وضو یہ ہے کہ میں اعضائے وضو کو پانی کے ساتھ دھوتا ہوں۔ باطنی وضو یہ ہے کہ میں اعضائے کو سات چیزوں سے دھوتا ہوں۔ وہ سات چیزیں یہ ہیں: توبہ، ندامت، دنیا کی محبت کو چھوڑنا، مخلوق کی تعریف، ریا کاری، کینہ اور حسد [ان سے دل کو پاک کرتا ہوں]۔ پھر مسجد جا کر اعضاء کو بچھاتا ہوں اور یہ خیال کرتا ہوں کہ میں کعبہ کو

دیکھ رہا ہوں۔ اور امید اور خوف کی حالت میں کھڑا ہوتا ہوں کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور جنت میرے دائیں جانب اور جہنم میرے بائیں طرف ہے۔ موت کا فرشتہ میرے پیچھے کھڑا ہے۔ اور میں یہ تصور کرتا ہوں کہ میرے قدم پل صراط پر ہیں اور پھر یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے پھر نیت باندھ کر خشوع وخضوع کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں اور قرآن کے الفاظ پر غور وفکر کر کے تلاوت کرتا ہوں اور عاجزی کے ساتھ رکوع اور گریہ وزاری کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں۔ اللہ کی رحمت کی امید پر تشہد اور خلوص کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں۔ اور میں تیس (30) سال سے اسی طرح نماز پڑھ رہا ہوں۔ عصام نے کہا: یہ ایسا عمل ہے کہ اس پر آپ کے علاوہ کوئی دوسرا طاقت نہیں رکھتا پھر عصام زار وقطار رو پڑا۔

4: حکایت ﴿شیطان کے جال میں بادشاہ پھنس گیا﴾

ایک نوجوان بادشاہ جب ایک سلطنت کا مالک بنا تو اس نے سلطنت میں کوئی سکون نہ پایا، اس نے اپنے درباریوں سے پوچھا: کیا لوگوں کو بھی سکون نہیں ہے جس طرح مجھے سلطنت میں سکون نہیں؟ چیلوں نے عرض کیا: ایسا نہیں ہے بلکہ لوگ حق پر قائم اور پرسکون ہیں۔ بادشاہ نے کہا، کوئی ایسی چیز ہے جو سلطنت کو میرے لئے قائم اور پرسکون رکھ سکتی ہے۔ لوگوں نے کہا: علماء اس سلطنت کو آپ کے لئے قائم اور پرسکون رکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے اپنے شہر کے علماء اور صوفیا کو بلایا اور ان سے کہا کہ آپ لوگ میرے ساتھ رہیں اور جو مجھ میں اچھی بات دیکھو اس کا مجھے حکم دو اور جو غلط بات دیکھو اس سے مجھے روک دو۔ علماء اور صوفیا نے ایسا ہی کیا اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اس کی سلطنت چار سو سال تک قائم اور پرسکون رہی۔

ایک دن شیطان لعنتی بادشاہ کے پاس آیا۔ بادشاہ نے پوچھا: مَنْ اَنْتَ؟ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں شیطان ہوں آگے سے شیطان نے پوچھا تم کون ہو؟ بادشاہ نے

کہا میں آدم کی اولاد میں سے ایک شخص ہوں۔ شیطان نے کہا اگر تم آدم کی اولاد میں سے ہوتے تو دوسرے لوگوں کی طرح کب کے مر گئے ہوتے۔ تم تو خدا ہو اور لوگوں کو اپنی پوجا کی دعوت دو۔ شیطان کی یہ شرارت بادشاہ پر اثر کر گئی چنانچہ اس نے منبر پر چڑھ کر کہا:

﴿یا ایھا الناس اخفیت علیکم و قد حان وقت اظھارہ تعلمون انی ملکم اربع مائۃ سنۃ ولو کنت من بنی آدم لمت کما یموت بنو آدم وانما انا اللہ فاعبدونی﴾ اے لوگو: میں تم سے ایک بات خفیہ رکھتا تھا اور اب میں اس کو ظاہر کر رہا ہوں کہ میں چار سو سال سے تمہارا بادشاہ ہوں اور اگر میں آدم کی اولاد سے ہوتا تو اسی طرح مر گیا ہوتا جس طرح دوسرے لوگ مر گئے ہیں۔ میں تو تمہارا خدا ہوں اور تم میری پوجا کرو۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے نبی کو وحی بھیجی کہ اس کو بتا دو کہ جب تک وہ حق پر قائم رہا میں نے اس کی سلطنت کو سلامت رکھا اور جب سے وہ میری نافرمانی کرنے لگ گیا تو: ﴿فبعزتی وجلالی لاسلطن علیہ بخت نصر فسلطہ علیہ فضرب عنقہ و اوقر من خزائنہ سبعین سفینۃ من الذھب﴾ ترجمہ: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ میں اس بادشاہ پر بخت نصر جیسے ظالم بادشاہ کو مسلط کروں گا۔ چنانچہ بخت نصر نے اس پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر اس کے خزانوں سے ستر (70) کشتیاں سونے کی حاصل کی۔

5: حکایت ﴿ہارون الرشید اور وفادار لونڈی﴾

خلیفہ ہارون رشید کی ایک بلیک اور بدصورت لونڈی تھی۔ ایک مرتبہ ہارون رشید نے اپنی لونڈیوں کے درمیان دراہم و دینار لوٹا دیئے۔ تمام لونڈیوں نے درہم و دینار لوٹنے شروع کر دیئے مگر وہ بلیک اور بدصورت لونڈی کھڑی ہارون رشید کے چہرے کو دیکھتی رہی۔ اس سے پوچھا گیا: تو درہم و دینار کیوں نہیں لوٹتی؟ اس نے جواب دیا: ان لونڈیو

ں کا مقصود درہم و دینار ہے اور میرا مطلوب دیناروں کا مالک ہے۔ ہارون رشید کو اس بدصورت لونڈی کی اس بات سے تعجب ہوا۔ پھر اس لونڈی کو اپنے خاص لوگوں میں شامل کر لیا۔ دوسرے بادشاہوں کو جب یہ خبر ملی کہ ہارون رشید اپنی ایک بدصورت لونڈی پر عاشق ہو گیا ہے۔ اور ہارون رشید کو بھی اس بات کا علم ہوا تو اس نے تمام بادشاہوں کی اپنے ہاں ایک میٹنگ بلائی۔ اس کے بعد ساری لونڈیوں کو بلا کر ایک ایک یاقوت کا پیالہ دے کر اسے توڑنے کا حکم دیا۔ سب لونڈیاں پیالے کو توڑنے سے رک گئیں مگر اس بدصورت اور کالی لونڈی نے فوراً پیالہ زمین پر مار کر توڑ دیا۔ اس کے بعد خلیفہ نے تمام بادشاہوں سے کہا کہ اس لونڈی کا چہرہ تو بدصورت ہے مگر اس کا کام انتہائی لاجواب ہے۔ پھر ہارون رشید نے اس لونڈی سے پوچھا کہ تو نے یہ پیالہ کیوں توڑا ہے؟ اس نے عرض کیا: آپ نے مجھے اس کے توڑنے کا حکم دیا ہے تو میں نے دیکھا کہ اس کے توڑنے سے خلیفہ کے خزانے میں تو نقصان ہوگا لیکن اس کے نہ توڑنے سے خلیفہ کے حکم کی نافرمانی ہو گی۔ اس لیے خلیفہ کے حکم کی تعمیل اور عزت ضروری ہے خزانے کے نقصان سے۔ اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ پیالہ کو توڑنے سے لوگ مجھے دیوانی کہیں گے اور نہ توڑنے میں لوگ مجھے نافرمان کہیں گے۔ مجھے پہلی بات زیادہ پسند ہے دوسری سے۔ یعنی دیوانی کہلانا بہتر ہے نافرمان کہلانے سے۔ سب بادشاہوں نے لونڈی کے اس کام کی تعریف کی اور خلیفہ کو اس کی محبت میں معذور سمجھا۔ واللہ اعلم

6: حکایت حضرت امام جعفر صادق کی دانائی

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک شخص مسجد میں سویا ہوا تھا اس کے ساتھ ایک تھیلی بھی تھی جب وہ نیند سے بیدار ہوا تو اس نے تھیلی گم پائی اس نے دیکھا کہ حضرت امام جعفر صادق مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ تو وہ شخص امام جعفر صادق سے جھگڑ پڑا۔ اس نے کہا میری تھیلی چوری ہوئی ہے اور میرے پاس آپ کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ امام جعفر صادق نے

نے فرمایا: ﴿کم کان فی همیانك﴾ تیری تھیلی میں کتنے دینار تھے؟ اس نے کہا: الف دیناز، ایک ہزار دینار تھے۔ حضرت امام جعفر صادق اپنے گھر گئے اور ایک ہزار دینار لا کر اس شخص کو دے دیئے۔ پھر وہ شخص اپنے دوستوں کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ تیری تھیلی تو ہمارے پاس ہے، ہم نے تیرے ساتھ مزاق کیا تھا وہ شخص دینار لے کر واپس مڑا اور لوگوں سے پوچھنے لگا جس شخص نے مجھے دینار دیئے تھے وہ کہاں ہے [اور کون ہے]۔ لوگوں نے بتایا: وہ رسول اللہ کی اولاد میں سے ہیں۔ چنانچہ وہ شخص امام جعفر صادق کے پاس گیا اور دینار واپس کرنے لگا۔ آپ نے اس کو قبول نہ کیا اور فرمانے لگے: ﴿انا اذا اخرجنا شیئا عن ملکنا لایعود الینا رضی اللہ عنہ﴾ ہم جب کوئی چیز اپنی ملکیت سے نکال دیتے ہیں تو پھر اسے واپس نہیں لیتے۔

7: حکایت ﴿خاوند کی فرمابرداری کا فائدہ اور نافرمانی کی سزا﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک نوجوان سخت بیمار ہو گیا تو اس کی ماں نے نذر مانی کہ اگر اللہ پاک نے اسے مرض سے شفاء دے دی تو میں سات دن کے لئے دینا سے باہر نکل جاؤں گی۔ پس اللہ پاک نے اسے بیماری سے شفایاب کر دیا۔ لیکن اس عورت نے اپنی نذر کو پورا نہ کیا۔ ایک رات وہ عورت سو رہی تھی تو خواب میں کسی نے کہا کہ تو اپنی نذر پوری کر، تاکہ تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت نہ پہنچے۔ جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے کو بلایا اور سارا قصہ سنایا اور کہا کہ وہ قبرستان میں اس کے لئے قبر تیار کر کے اسے قبر میں دفن کر دے۔ بیٹے نے ایسا ہی کیا جب وہ عورت قبر میں اتری تو اس نے عرض کیا: ﴿الهی وسیدی قد فعلت جهدی وطاقتی واوفیت بنذری فاحفظنی فی هذا القبر من الافات﴾ اے میرے خدا اور میرے مولا۔ بے شک میں نے اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق اپنی نذر کو پورا کیا۔ پس تو مجھے قبر کی آفتوں سے محفوظ رکھنا۔

اس دعا کے بعد بیٹا قبر پر مٹی ڈال کر واپس آ گیا۔ تو عورت نے [قبر میں] اپنے سر کی طرف سے ایک چمکتا ہوا نور دیکھا اور کھڑکی نما ایک سوراخ بھی دیکھا۔ اور سوراخ سے اسے ایک باغ نظر آیا جس میں دو عورتیں بیٹھی ہوئیں تھی۔ ان دونوں عورتوں نے اس مدفونہ بی بی کو آواز دی کہ اے بی بی: تم ہماری طرف نکل آؤ۔ چنانچہ وہ سوراخ کھل گیا اور وہ عورت ان عورتوں کی طرف نکل کر چلی گئی۔ وہاں اس نے ایک صاف ستھرا حوض دیکھا وہ دونوں عورتیں اس پر بیٹھی ہوئی ہین۔ یہ عورت ان کے پاس جا بیٹھی اور ان کو سلام کیا لیکن انہوں نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔ اس عورت نے ان سے پوچھا کہ تم نے میرے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا حالانکہ تم دونوں سلام کا جواب دینے کی قدرت رکھتی ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ سلام فرمابرداری ہے اور ہمیں اطاعت، فرمابرداری سے منع کیا گیا ہے۔ اسی دوران وہ عورت کیا دیکھتی کہ ان دونوں عورتوں میں سے ایک کے سر پر ایک چڑیا اپنے پروں سے پنکھی چلا رہی ہے اور دوسری عورت کے سر پر ایک پرندہ اپنی چونچیں مار رہا ہے۔ اس مدفونہ عورت نے پہلی عورت سے پوچھا: ﴿بماذا نلت هذه الكرامة﴾ یہ کرامت تمہیں کس وجہ سے ملی؟ اس عورت نے جواب دیا: ﴿كان لي في الدنيا زوج وكنت مطيعة له وقد خرجت من الدنيا وهو عني راض فاكرمني الله بهذه الكرامة﴾ ترجمہ: دنیا میں جو میرا شوہر تھا میں اس کی تابع دار تھی، جب میرا دنیا سے انتقال ہوا تو میرا شوہر مجھ سے راضی تھا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کرامت عطاء فرمائی۔

پھر اس نے دوسری عورت سے پوچھا: ﴿بماذا اصابك هذه العقوبة﴾ تم عذاب میں مبتلا کیوں ہو؟ اس نے جواب دیا: ﴿اني كنت امراة صالحة وكان لي في الدنيا زوج وكنت عاصية له وقد خرجت من الدنيا وهو ساخط علي فجعل الله فرى روضة لصلاحي وعاقبني بهذه العقوبة بسخط زوجي﴾ ترجمہ: میں ایک نیک صالحہ عورت تھی لیکن دنیا میں میں اپنے شوہر کی نافرمان تھی جب

دنیا سے میرا انتقال ہوتو میرا شوہر مجھ سے ناراض تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نیک صالحہ ہونے کی وجہ سے میری قبر کو جنت کا باغ بنادیا اور شوہر کی نافرمانی کی وجہ سے مجھے یہ عذاب دیا ہے۔

میں تم سے عرض کرتی ہوں کہ جب تم دنیا میں واپس جاؤ تو میرے شوہر سے میرے لیے سفارش کرنا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ جب اس مدفونہ عورت پر سات دن گزر گئے تو ان عورتوں نے اس مدفونہ عورت سے کہا اٹھو اور اپنی قبر میں واپس چلی جاؤ کیونکہ تیرا بیٹا تجھے لینے آیا ہے۔ جب وہ عورت واپس اپنی قبر میں آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ اس کا بیٹا اس کی قبر کھود رہا ہے۔ بیٹے نے اپنی ماں کو قبر سے باہر نکالا اور اس کو اپنے گھر لے آیا اور یہ بات لوگوں میں مشہور ہوگئی کہ فلاں عورت نے اپنی منت پوری کرلی ہے۔

لوگ اس کی زیارت کے لئے آئے اور اس عورت کا شوہر بھی آیا جس نے اس مدفونہ عورت کو کہا تھا کہ یہ دنیا میں جا کر اس کے شوہر سے اس کی معافی کی درخواست کرے۔ چنانچہ اس عورت نے اسکے شوہر سے اس کی بیوی کا سارا حال بیان کیا۔ اور بیوی کو معاف کردینے کی سفارش کی تو اس شوہر نے معاف کردیا۔

ایک رات خواب میں اس عورت نے اس کی بیوی کو دیکھا کہ اس نے کہا: ﴿قد نجوت من العقوبة بسببك فزاك الله خيرا و عفا عنك﴾ میں نے عذاب سے تیری وجہ سے نجات پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے بہتر جزاء دے اور تیرے گناہوں کو معاف فرمائے۔

8: حکایت ﴿غلام کی دعا سے بارش کا نزول﴾

حضرت عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا وہاں سخت قحط پڑا ہوا تھا۔ لوگ میدان عرفات میں نماز استسقاء ادا کر رہے تھے لیکن قحط ختم ہونے کی بجائے

اور زیادہ ہو گیا۔ لوگ جمعہ تک وہاں ٹھہرے رہے۔ اگلے ہفتے جمعہ کے بعد لوگ پھر عرفات کی طرف نکلے میں نے وہاں ایک کالے رنگ اور کمزور جسم والا شخص دیکھا اس نے دو رکعت نماز ادا کی اور اپنے رب عزوجل سے درخواست کی اور پھر سجدہ میں گر کر دعا کی: ﴿وعزتك لا ارفع راسی من السجود حتی تسقی عبادك﴾ [اے اللہ عزوجل] تیری عزت کی قسم۔ میں اس وقت تک سجدہ سے سر نہیں اٹھاؤں گا جب تک تو اپنے بندوں کو رحمت کی بارش سے سیراب نہ کرے گا۔

اچانک میں نے آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا دیکھا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارا آسمان بادل سے بھر گیا اور اتنی بارش ہوئی کہ مشکیں منہ تک بھر گئیں۔ اس کے بعد اس کالے غلام نے اللہ پاک کی حمد و ثناء کی اور واپس چلا گیا اور میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا حتی کہ وہ ایک ایسے مکان میں داخل ہوا جس کا مالک غلاموں اور جانوروں کی تجارت کرتا تھا۔ میں وہاں سے واپس آ گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں درھم و دینار لے کر اس گھر کے مالک کے پاس حاضر ہوا اور اسے کہا کہ مجھے ایک غلام خریدنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس نے مجھے تیس غلام دکھائے، میں نے کہا اس کے علاوہ کوئی اور غلام بھی ہیں۔ اس نے کہا ہاں: ایک منحوس غلام باقی ہے جو کسی سے بات چیت نہیں کرتا۔ میں نے کہا اسے بھی دکھاؤ اس نے وہی غلام نکالا جس کو میں نے دیکھا تھا۔ میں نے مالک سے پوچھا کہ تم نے اسے کتنے میں خریدا تھا، اس نے کہا، میں نے اسے بیس دینار میں خریدا تھا لیکن تمہیں دس دینار کا دے دوں گا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے کہا نہیں، بلکہ میں تمہیں ستائیس دینار زیادہ دے کر غلام لوں گا، پھر آپ غلام کو ہاتھ سے پکڑ کر واپس آئے۔ غلام نے آپ سے کہا ﴿یا مولای لم اشتریتنی وانا لا اطیق خدمتك﴾ اے میرے مالک، آپ نے مجھے کیوں خریدا، میں تو آپ کی خدمت کی طاقت نہیں رکھتا؟ آپ نے کہا ﴿انما اشتریتك لتكون انت مولای وانا خادمك﴾ میں نے آپ کو اس لئے خریدا ہے

کہ تم میرے مالک بنو اور میں تمہارا خادم بنوں۔ اس نے کہا، تم اس طرح کیوں کرتے ہو۔ میں نے کہا: ﴿رایتك بالامس قد دعوت الله تعالیٰ فاجابك فعرفت کرامتك علیه﴾ کل میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور آپ کی دعا قبول ہوگئی پس اس سے آپ کی کرامت میں نے پہچان لی۔ اس غلام نے کہا کیا حقیقت میں آپ نے ایسا ہی دیکھا ہے۔ میں نے کہا، ہاں، اس نے کہا: ﴿فهل تعتقنی﴾ کیا آپ مجھے آزاد کر سکتے ہیں؟ میں نے کہا ﴿انت حر لوجه الله تعالیٰ﴾ آپ اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد ہیں۔ تو اچانک ہاتف غیبی سے آواز سنائی دی جس میں کوئی شخص نظر نہیں آیا، کہنے والے نے کہا: ﴿یا ابن المبارك ابشر فقد غفر الله لك﴾ اے ابن مبارک، تجھے مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے تیری بخشش فرمادی ہے۔

پھر غلام نے وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی، اور عرض کیا ﴿الحمد لله هذا عتق مولای الاصغر فکیف یکون عتق مولای الاکبر﴾ اللہ کا شکر ہے جس نے چھوٹے مالک سے آزاد کیا، پس بڑے مالک کے آزاد کرنے پر کیسے شکر ادا کروں گا۔ اسکے بعد وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی پھر اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کی ﴿الهی انت تعلم انی عبدتك ثلاثین سنة وان العهد بینی و بینك ان لا تکشف ستری فحینئذ کشفته فاقبضنی الیك﴾ اے میرے اللہ تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے تیس سال سے تیری بندگی کی اور میرے اور تیرے درمیان ایک عہد و پیمان تھا کہ تو میرے راز کو ظاہر نہیں کرے گا اب تو نے میرے راز کو کھول دیا ہے لہٰذا تو میری جان کو قبض کر کے اپنی طرف بلا لے۔

اسکے بعد وہ غش کھا کر گرا اور فوت ہوگیا۔ میں نے اسے ہلکہ سا کفن دے کر اس کی نماز جنازہ ادا کی اور دفن کر دیا۔ جب میں سویا تو ایک حسین و جمیل اور عمدہ لباس میں ملبوس بزرگ دیکھا اور اسی طرح کا ایک اور بزرگ ان کے ساتھ تھا۔ اور دونوں ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ ایک نے مجھے کہا: ﴿یا ابن المبارك اما

تستحي من الله ثم مشی ﴾ اے ابن مبارک، کیا تجھے اللہ سے شرم نہیں آئی، پھر وہ چلے گئے۔ میں نے عرض کیا: ﴿من انت ﴾ آپ کون ہیں؟ فرمانے لگے: ﴿انا محمد رسول الله و هذا ابی ابراهیم﴾ میں محمد رسول اللہ ہوں اور یہ میرے باپ ابراھیم ہیں۔ میں نے عرض کیا: ﴿کیف لا استحیی وانا اکثر الصلوۃ﴾ میں کیسے اللہ سے شرم نہیں کرتا حالانکہ میں کثرت سے نماز پڑھتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ﴿مات ولی من اولیاء الله تعالٰی فلم تحسن کفنه﴾ اللہ تعالیٰ کے ولیوں میں سے ایک ولی فوت ہوا تو تو نے اسے اچھا کفن نہیں دیا۔ جب صبح ہوئی تو ابن مبارک نے اسے قبر سے نکالا، اچھا کفن دیا، اُس پر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا۔ اللہ کی اس پر رحمت ہو۔

نوٹ: ﴿توبہ کی فضیلت﴾

حکیم ابوالقاسم الحکیم سے سوال کیا گیا کہ ایک گناہ گار جو اپنے گناہ سے توبہ کرے یا ایک کافر جو ایمان لے آئے ان دونوں میں سے کون افضل ہے؟ جواب ارشاد فرمایا: وہ گناہ گار جو اپنے گناہ سے توبہ کرتا ہے وہ افضل ہے۔ کیونکہ گناہ گار اپنے گناہ کی حالت میں بھی اپنے رب تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے۔ جب کہ کافر حالت کفر میں اجنبی تھا، جب ایمان لایا تو اجنبیوں کے درجہ سے نکل کر معرفت کے مقام پر پہنچ گیا۔ جبکہ گناہ گار معرفت کے مقام سے بڑھ کر احباب کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: ﴿والله یحب التوابین﴾ اور اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

9: حکایت ﴿ڈوبی کشتی باہر نکل آئی﴾

ایک آدمی سے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ہم تاجروں کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔ اچانک تیز ہوائیں چلنے لگی اور سمندر میں موجیں اٹھنے لگیں اور کشتی ہچکولے کھانے لگی، ہم لوگ بہت زیادہ خوف زدہ ہوئے مگر کشتی کے ایک کونے میں اونٹ کی اون کا کمبل اوڑھے ہوئے ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ جب لہریں اٹھنے لگی اور کشتی ہچکولے کھانے

لگی۔حتیٰ کہ اس میں پانی داخل ہونے لگا اور وہ بھاری ہونے لگی اور ہم جان و مال سے مایوس ہونے لگے، اچانک وہ شخص باہر نکلا اور پانی پر کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ہم نے اسے کہا: ﴿یا ولی الله ادرکنا﴾ اے اللہ کے ولی ہماری مدد کرو۔اس نے ہماری طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ پھر ہم نے اس سے عرض کیا: ﴿بحق من قواك لعبادته اغثنا و ادركنا﴾ تجھے اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو عبادت کی توفیق دی ہے، ہماری مدد فرما اور ہمیں بچا۔اس نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور کہا تمہارا کیا حال ہے۔وہ اس وقت تک ہماری پریشانی سے بے خبر تھا۔ہم نے کہا: ﴿الا ترى الى السفينة وما اصابها من الامواج والرياح﴾ کیا آپ کشتی کی طرف نہیں دیکھتے کہ دریا کی لہروں اور طوفان سے ہمیں کیا پریشانی پہنچی ہے۔یہ سن کر اس نے کہا: ﴿تقربوا الى الله﴾ تم سب اللہ کا قرب حاصل کرو۔ہم نے عرض کیا: ﴿بماذا نتقرب﴾ ہم کس چیز سے اللہ کا قرب حاصل کریں۔اس نے فرمایا: (بترك الدنيا) دنیا کو چھوڑ دو۔ہم نے اس سے عرض کیا، ہم نے دنیا ترک کر دی۔پھر اس نے فرمایا: ﴿اخرجوا باسم الله فمازلنا نخرج واحدا بعد واحد نمشى على الماء حتى اجتمعنا حوله ونحن قيام على الماء وكنا مائتى نفس او اكثر فغرقت السفينة بما فيها من الاموال﴾ اللہ پاک کے نام کے ساتھ تم سب نکلو پس ہم ایک ایک کر کے نکلتے گئے اور پانی پر چل کر اس کے گرد جمع ہوتے گئے حتیٰ کہ ہم پانی پر کھڑے ہو گئے اور ہم دو سو افراد سے زیادہ تھے۔جب ہم باہر نکلے تو کشتی اور سارا سامان ڈوب گیا۔پھر اس نے کہا کہ تم دنیا کے خوف سے تو بچ گئے ہو اب چلے جاؤ۔ہم نے اس سے عرض کیا: ﴿نسئلك بالله من انت يرحمك الله﴾ ہم اللہ کی قسم دیکر آپ سے پوچھتے کہ آپ کون ہیں؟ جواب دیا، میں اویس قرنی ہوں۔ہم نے آپ سے کہا کہ اس کشتی میں مدینہ کے فقراء کا مال ہے۔اور اس مال کو مصر کے ایک شخص نے بھیجا ہے۔حضرت اویس قرنی نے فرمایا: ﴿ان رد الله عليكم اموالكم تقسمونها على

مسلمان نے دیکھا تو اس نے رکوع کی حالت میں حاضر ہونے سے انکار کر دیا۔ اور کہا:
﴿انی لاستحیی من محمد ان ادخل علی الکافر کھیاۃ الراکع﴾ میں حضرت محمد سے حیا کرتا ہوں کہ میں ایک کافر کے سامنے رکوع کی حالت میں داخل ہوں۔ بادشاہ نے کہا۔ اس زنجیر کو اٹھا دو تاکہ وہ داخل ہو سکے جب وہ داخل ہوا تو اس نے بادشاہ سے بڑی کھل کر طویل گفتگو کی۔ بادشاہ نے اس سے کہا: ﴿ادخل فی دیننا حتی اصنع خاتمی فی یدک واعطیک ولایۃ الروم فتفعل فیھا ما تشاء﴾ تو ہمارے دین داخل ہو جا میں اپنی انگوٹھی تیرے ہاتھ میں پہنا دو گا، اور روم کی بادشاہت بھی تجھے دے دوں گا۔ پس تیرا جو جی چاہے کر۔ مسلمان نے رومی بادشاہ سے کہا: ﴿کم للروم من الدنیا﴾ روم دنیا کا کتنواں حصہ ہے؟ بادشاہ نے جواب دیا: ﴿ثلثھا او ربعھا﴾ تہائی یا چوتھائی حصہ ہے۔

مسلمان نے جواب دیا: ﴿لو کانت الدنیا کلھا لھم مملوۃ ذھبا و جوھرا واعطوھا لی بدلا عن سماع اذان یوم ما قبلتھا﴾ اگر ساری دنیا بھی تیرے قبضہ میں ہوتی اور تو اس کو سونے اور جواہرات سے بھر کر مجھے اذان نہ کہنے کے بدلے دیتا تو میں اس کو بھی قبول نہ کرتا۔ بادشاہ نے پوچھا: اذان کیا ہے؟ مسلمان جیالے نے کہا کہ اذان یہ ﴿اشھد ان لا الہ الا اللہ، و اشھد ان محمدا رسول اللہ﴾

رومی بادشاہ نے کہا: ﴿انہ ثبت حب محمد فی قلبہ فلا یمکنہ ان یرجع فی ھذہ الساعۃ﴾ بے شک اس مسلمان کے دل میں [اس کے نبی] محمد کی محبت ثابت ہو گئی ہے اب اس کا واپس مڑنا ممکن نہیں ہے۔

پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک دیگ پانی کی بھر کر آگ پر چڑھائی جائے جب پانی ابلنے لگے تو اس مسلمان کو اس میں ڈال دو چنانچہ غلاموں نے حکم کی تعمیل کی۔ جب اس کو ابلتے پانی میں ڈالا جانے لگا تو اس نے ﴿بسم اللہ الرحمان الرحیم﴾ پڑھی ﴿فدخل من جانب وخرج من اخر بقدرۃ اللہ تعالیٰ﴾ اور دیگ کی ایک طرف

سے داخل ہوا اور دوسری طرف اللہ کی قدرت سے صحیح سلامت نکل آیا۔ لوگ یہ منظر دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا: ﴿ان یحبس فی بیت مظلم ویمنع عنه الطعام والشراب ویلقی له لحم الخنزیر والخمر اربعین یوما﴾ اس مسلمان کو ایک بند تاریک کوٹھری میں قید کر دیا جائے، اور کھانا پینا روک دیا جائے۔ چالیس دن اس کو سوائے سور اور شراب کے کوئی کھانے کی چیز نہ دی جائے۔ غلاموں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایسا ہی کیا۔ جب چالیس دن پورے ہوئے تو دروازہ کھولا تو دیکھا جو کچھ اس کے سامنے رکھا تھا وہ اسی طرح پڑا ہوا ہے۔ اس نے کوئی چیز بھی نہیں کھائی۔ لوگوں نے پوچھا: ﴿کیف لا تاکل منه واکله جائز فی دین محمد عند الضرورة﴾ تو نے اس سے کیوں نہیں کھایا حالانکہ مجبوری کی حالت میں اس سے کھانا دین محمدی میں کھانا جائز ہے۔ مسلمان نے جواب دیا: ﴿لو اکلت منه لفرحتم وانما اردت اغاظتکم﴾ اگر میں اس سے کھا لیتا تو تم خوش ہوتے حالانکہ میں نے تمہیں غضبناک کرنے کا ارادہ کیا ہوا ہے۔

بادشاہ نے کہا: ﴿لم تاکل من ذلك فاسجدلی حتی اخلی سبیلك و سبیل من معك من الاساری﴾ تو نے اس کچھ نہیں کھایا پس تو مجھے سجدہ کر دے میں تجھے اور تیرے قیدی ساتھیوں کو رہا کر دوں گا۔ مسلمان نے جواب دیا: ﴿ان السجود فی دین محمد لا یجوز الا الله تعالیٰ﴾ بے شک دین محمدی میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔

بادشاہ نے پھر کہا: ﴿فقبل یدی حتی اخلی عنك وعمن معك من الاساری﴾ تو میرے ہاتھ کو بوسہ دے میں تجھے اور تیرے قیدی ساتھیوں کو رہا کر دوں گا۔ مسلمان نے جواب دیا: ﴿ان هذا لا یجوز الا للاب او لسلطان العادل او لاستاذ﴾ (بوسہ دینا) یہ باپ، عادل بادشاہ اور استاذ کے ہاتھ کے علاوہ کسی کو جائز نہیں ہے۔

فقراء المدینہ﴾ اگر اللہ تعالیٰ تمہارا مال تم کو واپس لوٹا دے تم اس مال کو مدینہ منورہ کے فقراء میں تقسیم کر دو گے۔ ہم نے عرض کیا، ہاں، اس کے فوراً بعد آپ نے پانی پر مصلے بچھا کر دو رکعت نماز پڑھی پھر ہلکی سی دعا کی حتیٰ کہ کشتی سارے ساز وسامان سمیت باہر نکل آئی۔ اور ہم لوگ اس پر سوار ہوئے۔ اور اویس قرنی ہم سے غائب ہو گئے اور ہم نے مدینہ شریف پہنچ کر سارا مال آپس میں اور مدینہ والوں میں تقسیم کیا حتیٰ کہ مدینہ میں کوئی فقیر باقی نہ رہا۔

10: حکایت ﴿یقین کامل اور غائبانہ مدد﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ طارق الصادق کو صادق اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔ جب وہ ایک ویران کنوئیں میں گر پڑے تو وہاں سے حاجیوں کے ایک قافلہ کا گزر ہوا تو انہوں نے سوچا کہ ہم اس کنوئیں کا منہ بند کر دیتے ہیں تا کہ اس میں کوئی مسافر نہ گر جائے۔ [طارق پہلے سے کنوئیں میں گرا پڑا تھا] طارق کہتا ہے کہ میں دل میں کہنے لگا کہ اگر تو واقعی ہی سچا ہے تو چپ کر جا، لہٰذا میں خاموش رہا اور حاجی لوگ کنوئیں کا منہ بند کر کے وہاں سے چلے گئے۔ اور کنوئیں میں سخت اندھیرا ہو گیا۔ طارق نے اپنے پاس غائب سے دو چراغ موجود پائے۔ اور اسکی روشنی میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اچانک طارق نے ایک بہت بڑا سانپ دیکھا جو اس کی طرف آرہا ہے۔ طارق نے دل میں سوچا کہ یہی سچ اور جھوٹ کے ظاہر ہونے کا وقت ہے۔ جب وہ سانپ میرے قریب آیا تو مجھے گمان ہونے لگا کہ یہ مجھے نگل جائے گا۔ پھر وہ سانپ کنوئیں کے منہ پر چڑھا اور اپنی دم ان کی گردن میں ڈال کر پاؤں کے نیچے کر کے ڈول کی طرح اوپر کھینچا اور کنوئیں کے منہ پر جو کچھ بھی تھا اسے ہٹا کر اسے زمین کی طرف باہر نکال دیا۔ پھر اپنی دم اس کی گردن سے نکال لی۔ تو ہاتف غائبی سے آواز آئی ﴿هذا من لطف ربك اذ نجاك من عدوك بعدو فسمي صادقا﴾ یہ

تیرے رب کا لطف وکرم ہے کہ اس نے تجھے تیرے دشمن کے ذریعے نجات دی ہے۔اس لئے طارق کا نام صادق پڑا گیا۔

11: حکایت ﴿بسم اللہ کی برکت﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک عورت کا خاوند منافق تھا اور اس عورت کی عادت یہ تھی کہ وہ ہر چیز کے ساتھ عملاً اور فعلاً [بسم اللہ] پڑھتی اور اس کا خاوند اسے کہتا کہ میں ضرور تجھے اس پر شرمندہ کروں گا۔ایک دن اس نے اپنی بیوی کو ایک سکوں کا تھیلا دیا اور کہا اس کو حفاظت کے ساتھ رکھنا۔اس عورت نے اس تھیلے کو ایک محفوظ جگہ رکھ دیا۔خاوند نے عورت کو غافل پا کر اس تھیلے کو اٹھا کر کنوئیں میں پھینک دیا جو اس کے گھر میں واقع تھا۔پھر اس کے بعد اس سے تھیلا مانگا جب وہ عورت اس جگہ آئی اور کہا: ﴿بسم اللہ﴾ تو اللہ پاک نے جبرئیل کو حکم دیا: ﴿ان ینزل سریعا ویعید الصرۃ الی مکانھا﴾ کہ وہ فوراً جا کر اس تھیلے کو اس کی جگہ پر رکھ دے۔ ﴿فوضعت یدھا لتا خذھا فوجدتھا کما وضعتھا﴾ جب اس عورت نے تھیلے کو حاصل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ اس جگہ رکھا جہاں پر اس نے تھیلا رکھا تھا تو تھیلے کو وہاں موجود پایا۔ ﴿فتعجب زوجھا و تاب الی اللہ تعالیٰ﴾ تو اس کا خاوند بڑا حیران ہوا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی۔

12: حکایت ﴿مسلمان جیالے کا دلچسپ واقعہ﴾

ایک رومی جنگجو نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔اور رومی کتا [عرب لوگ روم کے بادشاہ کو بطور نفرت کتا کہتے تھے] یعنی رومی بادشاہ کو کہا کہ مسلمانوں میں ایک طاقتور اور ہیبت ناک آدمی بھی ہے۔بادشاہ نے اس کو دیکھنے کے لئے بلایا لیکن بادشاہ کے سامنے ایک لمبی زنجیر لٹکی ہوتی جب بھی کوئی داخل ہوتا تو اس رکوع کی حالت میں حاضر ہونا پڑتا۔جب

لئے ڈنڈہ رک جاتا اور جھوٹے کی پٹائی کرتا تھا۔

3: حضرت سلیمان کے زمانہ میں ہوا کے ذریعہ فیصلہ ہوتا تھا، ہوا سچے آدمی کے لئے رکی رہتی اور جھوٹے آدمی کو زمین سے اوپر اٹھا کر پھر زمین پر دے مارتی تھی۔

4: حضرت ذوالقرنین کے زمانہ میں پانی کے ذریعے فیصلہ ہوتا تھا جب سچا آدمی پانی پر بیٹھتا تو وہ جم جاتا تھا اور جھوٹے کے لئے پگھل جاتا تھا۔

5: حضرت داؤد کے زمانہ میں لٹکی ہوئی زنجیر کے ذریعے فیصلہ ہوتا تھا، سچے آدمی کا ہاتھ اس تک پہنچ جاتا تھا اور جھوٹے کا ہاتھ اس تک نہیں پہنچتا تھا۔

6: لیکن ہمارے آقا مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ مبارک میں فیصلہ فریقین کے اقرار، یا گواہ قائم کرنے کے ساتھ طے پایا۔ ارشاد خداوندی ہے: ﴿یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر﴾ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی کا ارادہ فرماتا ہے نہ کہ تنگی کا۔

امام ترمذی سے روایت ہے کہ یسر (آسانی) جنت کا نام ہے اور تمام آسانیاں اس میں ہوں گی۔ اور عسر (تنگی) دوزخ کا نام ہے اور تمام تنگیاں دوزخ میں ہوں گی اور کہا گیا ہے کہ اس کے علاوہ بھی اسکا معنیٰ ہے۔

15: حکایت ﴿رمضان اور شوال کے روزوں کی برکت﴾

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ میں تین سال قیام کیا تو مکہ مکرمہ والوں میں سے ایک شخص روزانہ دوپہر کے وقت مسجد حرام میں آتا، طواف کعبہ کرتا اور دو رکعت نماز پڑھکر مجھے سلام کرتا اور پھر گھر واپس چلا جاتا۔ چنانچہ مجھے اس سے محبت اور پیار ہو گیا لہٰذا میرا اس کے پاس آنے جانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایک دن وہ بیمار ہو گیا تو اس نے مجھے بلایا اور فرمایا: ﴿اذا مت فغسلنی بنفسک و صل علی وادفنی ولا تترکنی تلک اللیلۃ وحیدا فی قبری و لقنی التوحید عند

سوال منکرا و نکیر﴾ جب میں فوت ہو جاؤں تو تونے مجھے خود غسل بھی دینا ہے اور مجھ پر جنازہ پڑھ کر تو نے مجھے دفن بھی کرنا ہے۔ اور تو نے اس رات مجھے میری قبر میں تنہا نہیں چھوڑنا اور منکر نکیر کے سوال کے وقت مجھے توحید کی تلقین بھی کرنا۔ چنانچہ میں نے اس کو اس چیز کی ضمانت دے دی۔ جب وہ فوت ہو گیا تو جو اس نے مجھے حکم دیا تھا میں نے وہ کیا۔ اور میں ایک رات اس کی قبر کے پاس سویا اور میں نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا تو اچانک غائب سے آواز آنے لگی کوئی کہہ رہا تھا: ﴿یا سفیان لا حاجةله الی تلقینك و لا الی انسك لا نا انسناه و لقنا﴾ اے سفیان، اس کو نہ تیری تلقین کی ضرورت ہے اور نہ تیری محبت کی، کیونکہ ہم نے خود اس سے محبت کی ہے اور خود ہی اس کو تلقین کی ہے۔ میں نے کہا اس کی وجہ کیا ہے؟ جواب میں کہا گیا کہ [اس محبت اور تلقین کی وجہ] اس کے رمضان المبارک اور مسلسل شوال کے چھ روزے ہیں۔ اس کے بعد میں بیدار ہوا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا پھر میں نے وضو کیا، نماز پڑھی اور سو گیا تو پھر پہلے کی طرح میں نے خواب دیکھا۔ اس طرح میرے ساتھ تین مرتبہ ہوا۔ بالآخر میں سمجھ گیا کہ یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ کہ شیطان کی طرف سے۔ پھر میں اس کی قبر سے واپس آیا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: ﴿اللھم وفقنی لصیام ذلك بمنك و کرامك آمین﴾ اے اللہ: تو مجھے اپنے احسان اور کرم کے ساتھ (رمضان اور شوال کے چھ) یہ روزے رکھنے کی توفیق دے۔

16 : حکایت ﴿سو سال عبادت کرنے والا اور فضل ربی﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک اللہ کا بندہ سو سال تک اپنے عبادت خانہ میں عبادت میں مصروف رہا۔ ایک دن شیطان لعین نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا تو وہ اپنے عبادت خانے سے نیچے اتر آیا اور شہر میں اپنے رشتہ داروں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ملاقات کرنے لگا۔ تو اس ساتھ ایک دوست کی ملاقات ہو گئی وہ اسے اپنے گھر

بادشاہ نے اس سے کہا: ﴿فقبل جبهتي﴾ چلو میری پیشانی کو چوم لو۔ مسلمان نے کہا: ﴿افعل هذا بشرط واحد﴾ اس میں میری ایک شرط ہے۔ بادشاہ نے کہا: ﴿افعل كما تريد﴾ جس طرح مرضی تم کرو۔ تو مسلمان نے ﴿فوضع كمه على جبهته وقبلها ناويا تقبيل كمه﴾ اپنی آستین اس کی پیشانی پر رکھی اور نیت یہ کی کہ میں اپنی آستین کو چوم رہا ہوں۔

رومی بادشاہ نے اس مسلمان اور اس کے قیدی ساتھیوں کو بہت سارا مال و متاع دے کر آزاد کر دیا اور حضرت عمر کی طرف لکھا کہ: ﴿لو كان هذا الرجل في بلادنا على ديننا لكنا نعتقد عبادته﴾ اگر یہ شخص ہمارے شہر میں ہمارے دین پر ہوتا تو ہم اس کی عبادت کا اعتقاد رکھتے۔

جب وہ حضرت عمر کے پاس آئے تو آپ نے اسے فرمایا: ﴿لا تختص بالمال وحدك بل شارك فيه اهل مدينة رسول الله ففعل ذلك﴾ اس مال کو صرف اپنے لئے ہی خاص نہ کر لینا بلکہ اس میں مدینۃ الرسول کے لوگوں کو بھی شامل کر لو تو اس نے ایسا کیا۔

حکایت 13: ﴿شب برات کی فضیلت﴾

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ سیر و سیاحت میں تھے کہ انہوں نے بلند و بالا پہاڑ کی طرف دیکھا اور اس کی طرف جانے کا ارادہ کیا جب اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو ایک ایسا عجیب پتھر دیکھا جو دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ آپ اس کے ارد گرد گھومنے لگے اور اس کی خوبصورتی سے حیران ہونے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: ﴿يا عيسىٰ اتحب ان ابين لك الا عجب مما ترى﴾ اے عیسیٰ! تم اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر اس پر حیرانگی کا اظہار کر رہے ہو۔ میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب چیز تیرے لئے ظاہر کرنا پسند کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ نے عرض کیا: ہاں، اے میرے رب۔ پھر ﴿فانفلقت

الصخرة عن شیخ علیه مدرعة من الشعر و بیده عکازا خضرو بین عینیه عنب و هو قائم یصلی﴾ وہ پتھر پھٹ گیا اور اس سے ایک بزرگ نمودار ہوا۔ جس کے جسم پر بالوں کا کرتا تھا اور ہاتھ میں سبز لاٹھی تھی اور اس کی آنکھوں کے سامنے انگور تھے اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا تھا۔

حضرت عیسیٰ بڑے حیران ہوئے اور فرمایا اے بزرگ یہ کیا چیز ہے؟ بزرگ نے کہا، یہ میری روزی ہے۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا: ﴿کم تعبد اللہ فی هذا الحجر﴾ تم اس پتھر میں کب سے اللہ کی عبادت کر رہے ہو؟ اس بزرگ نے کہا: ﴿اربع مائة سنة﴾ چار سو سال سے۔ حضرت عیسیٰ نے عرض کیا: ﴿الٰهی و سیدی ما اقول انك خلقت خلقا افضل من هذا﴾ اے میرے معبود اور مالک، کیا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ تو نے اس شخص سے افضل کسی کو پیدا کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی: ﴿ان رجلا من امة محمد ادرك شهر شعبان و صلی لیلة النصف منه فهذه عبادته افضل عندی من عبادة هذه الا ربع ما ئة سنة﴾ بے شک امت محمد میں سے جو شخص شعبان کا مہینہ پائے اور اس کی پندرہویں شب کو عبادت کرے تو اس کی یہ عبادت میرے نزدیک اس کی چار سو سال کی عبادت سے افضل ہے۔

اس کے بعد حضرت عیسیٰ نے فرمایا: ﴿یا لیتنی کنت من امة محمد صلی اللہ علیه واله وسلم﴾ اے کاش میں امت محمد میں ہوتا۔

14: حکایت ﴿انبیاء کرام کے زمانہ میں سچے اور جھوٹے کی پہچان کا طریقہ﴾

1: حضرت ابراہیم کے زمانہ میں آگ کے ذریعے فیصلہ کیا جاتا، جو آدمی حق پر ہوتا وہ اپنا ہاتھ آگ میں داخل کرتا تو آگ اس کو نہ جلاتی اور جو آدمی جھوٹا ہوتا وہ اپنا ہاتھ آگ میں داخل کرتا تو آگ اس کے ہاتھ کو جلا دیتی تھی۔

2: حضرت موسیٰ کے زمانہ میں ڈنڈے کے ذریعے فیصلہ ہوتا تھا سچے آدمی کے

18: حکایت ﴿بیٹی کی وجہ سے دستر خوان کا نازل ہونا﴾

حضرت ذوالنون المصری ایک دفعہ دریا میں شکار کر رہے تھے اور ساتھ آپ کی چھوٹی بیٹی بھی تھی۔ جب دریا میں جال پھینکا تو ایک مچھلی جال میں آئی: ﴿فاردت اخذھا من الشبکة فراتھا تحرك شفتیھا فطرحتھا فی البحر﴾ بچی نے اس مچھلی کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ وہ مچھلی اپنے دونوں ہونٹ ہلا رہی ہے تو بچی نے اسے دریا میں پھینک دیا۔ حضرت ذوالنون مصری نے اپنی بیٹی سے فرمایا: ﴿لماذا ضیعت کسبنا﴾ تو نے ہماری محنت کو ضائع کر دیا۔ بچی نے عرض کیا: ﴿انی لا ارضے باکل خلق یذکر اللہ تعالیٰ﴾ جو چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہو، میں اسے کھانے کے لیے راضی نہیں ہوں۔

حضرت ذوالنون مصری نے فرمایا۔ اے بیٹی اب ہم کیا کریں؟ بچی نے عرض کیا: ﴿نتو کل علی اللہ تعالیٰ وھو یرزقنا رزقا مما لا یذکر اللہ تعالیٰ﴾ ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کریں گے اور وہ ہمیں [ایسی مخلوق سے] رزق دے گا جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتی۔ چنانچہ آپ نے شکار چھوڑ دیا اور دونوں باپ بیٹی شام تک اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ٹھہرے رہے، شام تک ان کے پاس کوئی چیز نہ آئی جب عشاء کا وقت ہوا تو: ﴿انزل اللہ علیھما مائدة من السماء علیھا الوان الطعام و صارت تنزل کل لیلة الی نحو اثنتی عشر سنة﴾ ان دونوں پر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے دستر خوان اتارا، اس میں طرح طرح کے کھانے تھے اور یہ بارہ سال تک ہر رات کو نازل ہوتا رہا۔

حضرت ذوالنون مصری نے گمان کیا کہ یہ دستر خوان میری عبادت، نماز، روزہ اور فرمانبرداری کی وجہ سے نازل ہوتا ہے۔ جب آپ کی بیٹی فوت ہو گئی تو وہ دستر خوان نازل ہونا بند ہو گیا۔ تب آپ کو معلوم ہوا کہ دستر خوان تو بیٹی کی وجہ سے اترتا تھا نہ کہ میری وجہ سے۔ پھر آپ نے اپنے گمان مذکورہ سے رجوع کی۔

19: حکایت ﴿نبی پاک ﷺ کا یتیم کے ساتھ حسن سلوک﴾

نبی پاک عید کی نماز کے لیے گھر سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ چند بچے کھیل رہے ہیں اور ﴿فیھم صبی جالس فی ناحیۃ یبکی وعلیہ ثیاب خلقۃ﴾ ان میں ایک بچہ ایک کونے میں بیٹھا رو رہا تھا اور اس کے بدن پر پھٹے پرانے کپڑے تھے۔ نبی پاک نے اس سے پوچھا: ﴿ایھا الصبی مالک تبکی ولا تلعب مع الصبیان﴾ اے بیٹا تو کیوں رو رہا ہے؟ اور تو دوسرے بچوں کے ساتھ کیوں نہیں کھیلتا؟ اس بچے نے عرض کیا حالانکہ وہ بچہ نہیں جانتا تھا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں: ﴿خل عنی ایھا الرجل فان ابی مات فی غزوۃ کذا مع النبی فتزوجت امی بزوج غیرہ فاکلا مالی واخرجنی زوجھا من بیتہ ولیس لی طعام و لا شراب ولا ثیاب ولا بیت اوی الیہ فلما رایت الصبیان ذوی الاباء یلعبون وعلیھم الثیاب تجدد حزنی و مصیبتی فلذلک بکیت﴾ اے مرد اس بات کو چھوڑ دے، اس واسطے کہ میرا والد رسول اللہ کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا تھا اور وہاں وہ شہید ہو گیا۔ میری والدہ نے دوسرا شوہر کر لیا ان دونوں نے میرا مال کھا لیا اور اس شوہر نے مجھے میرے گھر سے نکال دیا، اب میرے پاس نہ کھانا ہے، نہ کپڑا ہے، نہ پینا ہے اور نہ ہی رہنے کے لیے گھر ہے۔ جب میں ان بچوں کو دیکھتا ہوں جن کے والد زندہ ہیں کہ وہ کھیل رہے ہیں اور ان کے جسم پر نئے کپڑے ہیں تو میرا غم اور پریشانی بڑھ جاتی ہے اس وجہ سے میں روتا ہوں۔

نبی پاک نے اس لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ﴿اما ترضی ان اکون لک ابا و عائشہ اما و فاطمہ اختا و علی عما و الحسن و الحسین اخوۃ فقال کیف لا ارضی یا رسول اللہ فحملہ الی منزلہ والبسہ احسن الثیاب و زینہ و اطعمہ وارضاہ فخرج ضاحکا مسرورا یعدو الی الصبیان﴾ کیا تو

لے گیا اور اس کو اللہ پاک کی قسم دی اور کہا: ﴿ان یساعدہ علی ما ھو علیہ فساعدہ فی ذلک سبعۃ اشھر﴾ کہ وہ جس پریشانی میں ہے وہ عابد اس کی مدد کرے چنانچہ عابد نے سات ماہ اس کی پریشانی میں مدد کی۔ اس کے بعد وہ عابد ایک رات سویا ہوا تھا جب صبح کا وقت قریب آیا تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری۔ صاحب خانہ یہ آواز سن کر گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور عابد سے پوچھا: ﴿لہ ما لک﴾ تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: ﴿او قد لی سراجا فاوقد لہ﴾ میرے لیے چراغ جلاؤ پس اس کے لئے چراغ جلایا گیا۔ عابد نے کہا ﴿کنت نائما فرایت شابا حسن الوجہ نظیف الثیاب فقال لی انا رسول اللہ فای عیب رایت من اللہ و رسولہ حتی ترکت عبادتہ ارجع الی صومعتک قبل ان تموت﴾ میں سویا ہوا تھا تو [خواب میں] میں نے ایک حسین و جمیل چہرے والی ہستی کو دیکھا جس نے صاف شفاف لباس زیب تن فرمایا ہوا تھا اس نے مجھ سے فرمایا، میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو نے اللہ اور اس کے رسول میں کون سا عیب دیکھا ہے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی بندگی چھوڑ دی ہے۔ پھر فرمایا، تو موت سے پہلے پہلے اپنے عبادت خانے میں واپس چلا جا۔

چنانچہ وہ عابد رات کی تاریکی میں نکلا اور جنگل بیابانوں میں پھرنے لگا، بارش کا پانی پینے لگا اور درختوں کے پتے کھا کر یہ عرض کرنے لگا ﴿الٰھی بدنی مکروب وقلبی معیوب ولسانی مقر بالذنوب فاغفرلی یا غفار الذنوب و یا علام الغیوب﴾ اے میرے اللہ: میرا بدن بے چین ہے اور میرا دل عیب زدہ ہے اور میری زبان گناہوں کا اقرار کرتی ہے پس تو مجھے معاف کر دے، اے گناہوں کو معاف کرنے والے اور اے تمام پوشیدہ باتوں کے جاننے والے۔ جب وہ اپنے عبادت خانے کے قریب ہوا اور اندر داخل ہونے لگا۔ تو ابھی اس نے پہلا قدم ہی اندر رکھا تھا تو اس نے ایک لکھی ہوئی چیز دیکھی، جب اس میں غور و فکر کیا تو اس میں چار سطریں یہ لکھی ہوئی تھیں

1۔ ﴿توکلت علینا فکفیناک﴾ تو نے ہم پر بھروسہ کیا پس ہم نے تیری کفایت کی

2۔ ﴿واثرت علینا فترکنا ک﴾ تو نے اوروں کو ہم پر ترجیح دی تو ہم نے تجھے چھوڑ دیا۔

3۔ ﴿واقبلت علینا فقبلنا ک﴾ تو نے ہماری طرف توجہ کی تو ہم نے تجھے قبول کرلیا۔

۴۔ ﴿وفارقت الذنوب فغفرنا ھالك ورحمنا﴾ اور تو نے گناہوں سے علیحدگی اختیار کی تو ہم نے تجھے ہلاک ہونے بچالیا اور ہم نے تجھ پر رحم فرمایا۔

5۔ ﴿وطمعت فیما عند نا فاعطینا ک﴾ اور تو نے لالچ کیا اس چیز میں جو ہمارے پاس تھی تو ہم نے تجھے عطا کردی۔

17: حکایت ﴿حضرت شبلی کا وعظ اور موت﴾

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنی وعظ کی مجلس میں فرمایا: ﴿وعظہ اللہ بالھیبة فسمعه شاب فزعق زعقة فمات﴾ اللہ تعالٰی کی ہیبت اور خوف سے ڈرو اس بات کو ایک نوجوان نے سنا تو زور سے چیخ ماری اور مر گیا۔ اس کے ورثاء نے بادشاہ کو بتایا اور حضرت شبلی کے خلاف دعویٰ کر دیا کہ اس نے ہمارے لڑکے کو مار ڈالا ہے۔ بادشاہ نے حضرت شبلی سے پوچھا کہ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ حضرت شبلی نے فرمایا: ﴿یا امیر المومنین روح حنت فرنت فدعیت فاجابت فما ذنبی﴾ اے امیر المومنین، ایک روح تھی جس کو اشتیاق ہوا اس نے آہ وزاری کی اس کی قبولیت ہوئی اور اسے بلایا گیا۔ اس میں میرا کیا گناہ ہے؟ امیر المومنین رو پڑے پھر اس کے ورثاء سے فرمایا: ﴿خلو اسبیله فلا ذنب له واللہ اعلم﴾ اس معاملہ کو چھوڑ دو، ان کا کوئی گناہ نہیں۔ اور اللہ تعالٰی سب سے بہتر جاننے والا ہے

دیجئے۔ چنانچہ حضرت داؤد نے حکم دے دیا کہ اس کو نیچے پھینک دو۔ جب لوگ اس کے پاس گئے تو اس کو زندہ اور صحیح سلامت زمین پر پایا۔ تو لوگوں نے یہ واقعہ حضرت داؤد کو بتایا تو آپ بھی اس کی طرف گئے اور اس کو سلامت پایا۔

حضرت داؤد نے دو رکعت نماز پڑھی اور عرض کیا: ﴿یا رب اخبر نی بما اری من العجائب فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ یا دائود ان ھذا العبد تضرع الی فاستجبت له و انی لو لم استجب له کما لم تسجب له الھته فای فرق بینی و بینھا و کذلك افعل بمن اناب الی یا دائود اعرض علیه الایمان فانه یومن و یحسن ایمانه وانا اقول الحق و اھدیے السبیل﴾ اے میرے اللہ: جو عجائب میں دیکھ رہا ہوں ان سے مجھے باخبر کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: اے داؤد اس بندہ نے مجھ سے عاجزی کی ہے میں نے اس کو قبول کر لیا ہے۔ اگر میں اس کی پکار اور عاجزی کو قبول نہ کرتا تو اس کے جھوٹے خداؤں اور مجھ میں کیا فرق ہوتا اور جو بندہ میری طرف رجوع کرتا ہے میں اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتا ہوں۔ اے داؤد اس کے سامنے ایمان پیش کرو، یہ ایمان قبول کرے گا۔ اور اس کا ایمان مضبوط ہوگا۔ میں ہی حق کی توفیق دیتا ہوں اور میں ہی ھدایت کی راہ پر لانے والا ہوں۔

21: حکایت ﴿ایک عورت کا اللہ پر بھروسہ﴾

ایک زاہد شخص سے حکایت بیان کی جاتی ہے کہ میں حج کرنے کے لئے اپنے گھر سے روانہ ہوا تو میں نے راستہ میں ایک عورت دیکھی جو بغیر زادِ راہ اور سواری کے پیدل چلتی جا رہی تھی۔ اور ذکرِ الٰہی میں مصروف تھی۔ میں نے اس کے قریب ہو کر کہا: ﴿یا امة اللہ الی این﴾ اے اللہ کی بندی کہاں جانے کا پروگرام ہے؟۔ اس نے کہا: اللہ کے گھر خانہ کعبہ میں۔ میں نے کہا: ﴿ما اری معك زاد ولا راحلة﴾ میں تیرے پاس زادِ راہ اور سواری نہیں دیکھ رہا۔ اس عورت نے کہا: ﴿لو اتخذ احد کم

ضيافة ودعا الناس اليها فهل يحسن لا ضيافة ان يجيء كل واحد بطعامه﴾ اگر تم میں سے کوئی شخص دعوت پکائے اور لوگوں کو بلائے۔ کیا اس کے مہمانوں کے لئے یہ بات اچھی ہوگی کہ وہ اپنا کھانا ساتھ لائیں۔ میں نے کہا: نہیں، پھر اس عورت نے کہا: ﴿فضيافة الله احق بهذا﴾ اللہ تعالیٰ کی ضیافت اس سے زیادہ حق رکھتی ہے۔ چنانچہ وہ عورت ہمارے ساتھ آئی اور پتھریلی زمین اتری اور کہتی تھی: ﴿اين بيت ربي﴾ میرے رب کا گھر کہاں ہے؟ اس سے کہا گیا کہ ابھی تھوڑی دیر بعد تو اسے دیکھ لے گی۔ جب وہ مسجد حرام داخل ہوئی تو اس سے کہا گیا کہ یہی تیرے رب تعالیٰ کا گھر ہے۔ اس نے اپنا سر کعبہ کی چوکھٹ پر رکھا اور بار بار یہ کہتی تھی: ﴿هذا بيت ربي﴾ یہ میرے رب تعالیٰ کا گھر ہے۔ حتیٰ کہ اس کی آواز بیٹھ گئی۔ جب ہم نے اس کی طرف دیکھا تو وہ فوت ہو چکی تھی۔

22: حکایت ﴿غافل بندے سے اللہ تعالیٰ کا پیار﴾

ایک شخص تیس سال تک اللہ کے سے غافل رہا۔ فرشتوں نے عرض کیا: ﴿يا ربنا ان عبدك فلانا لم يذكر منذ كذا﴾ اے ہمارے رب عزوجل! تیرے فلاں بندہ نے اتنے عرصہ سے تیرا ذکر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿عدم ذكره لي لانه في نعمتي ولو اصابته بلوای لذكرني﴾ اس بندہ کے ذکر نہ کی وجہ یہ ہے کہ وہ میری نعمتوں میں کھویا ہوا ہے۔ اگر اس کو میری طرف سے کوئی مصیبت پہنچے گی تو وہ ضرور مجھے یاد کرے گا۔

چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم ہوا: ﴿ان يسكن عرقا من عروقه الضاربة ففعل﴾ اس کی حرکت کرنے والی نبضوں میں سے ایک نبض کو بند کر دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ تو وہ شخص کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا: ﴿يا رب يا رب﴾ تو اللہ پاک نے فرمایا: ﴿لبيك لبيك عبدي اين كنت في تلك المدة﴾ اے

اس بات پر راضی نہیں کہ میں تیرا باپ بنوں اور عائشہ تیری ماں، فاطمہ تیری بہن، علی تیرا چچا اور حسن وحسین تیرے بھائی بنے۔ اس بچہ نے عرض کیا: یارسول اللہ میں راضی کیوں نہ ہوں گا۔ اس کے بعد نبی پاک اس کو اپنے گھر لے گئے اور اس کو خوبصورت کپڑے پہنائے، خوب اس کو سنوارا، کھانا کھلایا اور خوش کیا۔ پھر وہ خوشی سے مسکراتا ہوا دوسرے لڑکوں کے پاس آیا۔

جب لڑکوں نے اس کو دیکھا تو کہنے لگے: ﴿انت الان کنت تبکی فمالك صرت مسرورا﴾ ابھی تو [کچھ دیر پہلے] رو رہا تھا اور اب تو اتنے خوش کیوں ہے؟ اس لڑکے نے جواب دیا: ﴿کنت جائعا فشبعت و عاریا فاکتسیت و یتیما فصار رسول اللہ ابی و عائشه امی و فاطمه اختی و علی عمی و الحسن والحسین اخوتی﴾ میں بھوکا تھا تو سیر ہو گیا، ننگا تھا تو اب کپڑے زیب تن کر لیے۔ اور رسول اللہ میرے باپ، عائشہ میری ماں، فاطمہ میری بہن، علی میرا چچا، اور حسن و حسین میرے بھائی بن گئے ہیں۔ تو سارے لڑکے کہنے لگے: ﴿لیت ابا ءنا کلهم ماتوا فی تلك الغزوة﴾ کاش ہم سب کے باپ اس غزوہ میں شہید ہو گئے ہوتے۔ اس کے بعد وہ لڑکا ہمیشہ نبی پاک کی خدمت اقدس میں رہا۔ جب نبی پاک کا وصال ظاہری ہوا تو ﴿و یحثوا التراب علی راسه و یقول الان صرت یتیما الان صرت غریبا فضمه ابو بکر الی نفسه﴾ وہ لڑکا سر پر مٹی ڈالتا ہوا گھر سے باہر نکلا اور کہتا تھا کہ میں یتیم ہو گیا، میں غریب ہو گیا۔ پھر اس کو ابو بکر صدیق نے اپنے سایہ شفقت میں لے لیا۔

20: حکایت ﴿مشرک بادشاہ کی مشکل میں رب تعالیٰ سے فریاد﴾

حضرت داؤد کے زمانہ میں کافر بادشاہوں میں سے ایک کافر ظالم بادشاہ تھا۔ لوگوں نے حضرت داؤد سے اس کے ظلم کی شکایت کرتے ہوئے عرض کیا: ﴿یا نبی

الله انصفنا منه فانه قتل وسبى﴾ اے اللہ کے نبی، ہمیں اس کے ظلم سے نجات دلائیں۔ اس نے قتل بھی کیا ہے اور قید بھی کیا ہے۔ حضرت داؤد نے اس کو سولی پر لٹکانے کا حکم دیا اور رات کو ایک پہاڑ پر لکڑی کیساتھ سولی پر لٹکا دیا گیا۔ اور لوگ وہاں سے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اور وہ ظالم بادشاہ سولی کی لکڑی پر اکیلا رہ گیا۔ اس نے تنہائی میں اپنے جھوٹے خداؤں سے بڑی فریاد کی لیکن انہوں نے کچھ فائدہ نہ دیا۔ پھر اس نے چاند اور سورج سے مدد مانگی اور کہا کہ میں نے تم کی عبادت اس لئے کی تھی کہ مشکل کے وقت تم میری مدد کرو گے۔ ان دونوں نے بھی اسے کوئی نفع نہ دیا۔ اس کے بعد اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی اور اس کے ناموں کے ساتھ اس کا ذکر کیا اور اس سے عرض کیا:

﴿یا رب عصیتك وعبدت غیرك فلم انتفع به و اتیتك انت الحق لتغیثنی فاغثنی برحمتك﴾ اے میرے رب، میں نے تیری بڑی نافرمانی کی اور تیرے غیر کی عبادت کی لیکن انہوں نے کوئی نفع نہ دیا، اب میں تیرے پاس آیا ہوں تیری ذات حق ہے تو میری مدد کر اور اپنی رحمت کے ساتھ میری مدد فرما۔

اللہ کریم نے فرمایا: ﴿هذا عبد الهته طویلا فلم ینتفع بهم وقد فزع الی ودعانی فاستجبت له و انی اجیب دعوة المضطر اذا دعانی فاهبط یا جبرئیل الی عبدی هذا وضعه علی الارض فی سلامة وعافیة﴾ اس بندہ نے اپنے جھوٹے خداؤں کو کافی عرصہ پوجا لیکن انہوں نے اسے کوئی فائدہ نہ دیا۔ اب اس نے مجھ سے پناہ طلب کی، اور مجھے پکارا ہے اور مجھ سے التجاء کی ہے۔ میں نے اس کی پکار کو قبول کر لیا ہے۔ بے شک میں تکلیف زدہ اور پریشان حال کی دعا قبول کرتا ہوں۔ اے جبریل، میرے اس بندہ کے پاس جاؤ اور اس کو زمین پر سلامتی اور عافیت کے ساتھ اتار دو۔

چنانچہ جبریل نے حکم کے مطابق اسے زمین پر اتار دیا۔ جب صبح ہوئی تو لوگ حضرت داؤد کے پاس گئے کہ اس ظالم بادشاہ کو سولی کی لکڑی سے نیچے پھینکنے کی اجازت

میرے بندے میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تو اتنا عرصہ کہاں رہا۔۔۔۔

23: حکایت ﴿اللہ تعالیٰ کی مدد کا دلچسپ واقعہ﴾

ہارون رشید کی پولیس نے ہارون رشید کو بتایا کہ انہوں نے دس ڈاکوؤں کو گرفتار کر لیا ہے۔ آپ ان کے متعلق کیا آڈر جاری فرماتے ہیں؟ خلیفہ نے آڈر کیا کہ وہ ڈاکوؤں کو ان سامنے پیش کریں۔ چنانچہ کچھ سپاہی ان کو لے کر خلیفہ کے پاس آ رہے تھے۔ تو ان ڈاکوؤں میں سے ایک ڈاکو راستہ میں سے بھاگ گیا، سپاہیوں کو بڑا دکھ ہوا کہ اب اگر ہم نو ڈاکو لے کر خلیفہ کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہے گا: ﴿انکم اخذتم الاموال من واحد و خلیتم سبیلہ فیعاقبنا﴾ تم نے ایک ڈاکو سے مال لے کر اسے چھوڑ دیا ہے، وہ ہمیں سزا دے گا۔ ہم سب نے فیصلہ کیا کہ اس کی جگہ راستہ سے ایک بندہ پکڑ لیں۔ اتفاق سے حاجیوں میں سے ایک شخص کا گزر ہوا اسے پکڑ کر نو ڈاکوؤں میں شامل کر لیا۔ جب وہ خلیفہ کے پاس پہنچے تو اس نے قید خانہ میں بند کرنے کا حکم دے دیا۔ وہ ایک عرصہ تک جیل میں قید رہے۔ پھر داروغہ جیل نے ان قیدیوں سے کہا: کیا تم کے عزیز و اقارب میں سے کوئی بندہ ایسا ہے جو خلیفہ کے پاس تمہاری سفارش کرے؟ انہوں نے کہا: ہاں، انہوں نے اپنے عزیزوں کے پاس ایک شخص بھیجا۔ اس نے ہر قیدی کی طرف سے دس ہزار درہم خلیفہ ہارون رشید کو بطور جرمانے کے دیے۔ تو اس نے سب قیدیوں کو رہا کر دیا سوا حاجی قیدی کے۔ داروغہ جیل نے اس سے پوچھا، کیا تیرا کوئی سفارشی ہے؟ اس نے کہا، نہیں۔ قیدی نے داروغہ سے کہا کہ اگر میں خط لکھوں کیا تو اس کو خلیفہ تک پہنچا دے گا؟ اس نے کہا: ہاں۔ قیدی نے کہا کہ قلم دوات دو، اس نے قلم دوات دی تو اس نے لکھا: ﴿بسم اللہ الرحمان الرحیم: من العبد الذلیل الی الرب الجلیل فان المخلوقین لھم شفعاء منھم فی الجرم و الجنایۃ و قد شفعوا لھم عند الخلیفۃ واطلقھم وانا بقیت فی السجن منفردا و انت یا

رب شاهدے وشفیعی وانا عبد لم اذنب﴾ اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے۔ بندہ ذلیل کی طرف سے رب جلیل کی طرف، مخلوق کے گناہ اور جرم میں تیرے بندے سفارشی ہیں کہ انہوں نے خلیفہ کے سامنے ان کی سفارش کی اور خلیفہ نے ان کو رہا کر دیا اور میں جیل میں اکیلا باقی رہ گیا ہوں۔ اے میرے رب، تو میرا گواہ اور سفارشی ہے کہ میں وہ بندہ ہوں، جس نے گناہ نہیں کیا۔

داروغہ جیل نے کہا کہ میں اس خط کو خلیفہ تک پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتا ہوں، تم بتا دو کہ میں اس کو کس طرح پہنچاؤں۔ قیدی نے کہا، اس کو جیل کی چھت پر رکھ دو۔ جب اس نے خط چھت پر رکھا تو خط ہوا میں اڑتا ہوا تیر کی طرح آسمان کی طرف چلا گیا۔ اسی رات ہارون رشید نے خواب دیکھا کہ آسمان سے فرشتے اترے اور اس کو پکڑ کر ہوا میں بلند کیا اور خلیفہ سے کہا کہ اے ہارون رشید لوگوں نے نو قیدیوں کی سفارش کی تو تو نے ان کو فوراً رہا کر دیا۔ اب: ﴿وان الخالق رب العزة يشفع عندك فی واحد فاطلقه والا فتهلك﴾ خالق رب العزۃ ایک قیدی کی سفارش کرتا ہے تو اس کو فوراً رہا کر دے ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ خلیفہ خوف زدہ ہو کر خواب سے بیدار ہوا، اس نے داروغہ کو بلایا اور پوچھا: ﴿من فی السجن عندك﴾ تیرے پاس قید خانے میں کون ہے؟ اس نے خلیفہ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ خلیفہ نے کہا کہ فوراً اس کو میرے پاس حاضر کرو۔ جب داروغہ نے اس حاضر کیا تو خلیفہ نے اس قیدی کے سامنے حلوہ پیش کیا اور اس کے منہ میں خود لقمے ڈالنے لگا۔ حتیٰ کہ وہ خوش ہو گیا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ اس کو حمام لے جاؤ اور اس قیدی کے لئے چمکدار اور قیمتی خلعت کا بھی حکم دیا اور ستر سواریاں، ستر غلام اور لونڈیاں پیش کیں۔ اور منادی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ جو شخص مخلوق کی سفارش چاہتا ہو وہ دس ہزار درہم دیتا ہے تب جا کے رہائی پاتا ہے۔ اور جو بندہ رب تعالیٰ کے ذریعہ سے سفارش کرواتا ہے۔ اس کے لئے ہارون رشید کی طرف سے یہ انعام ہے۔

24: حکایت ﴿نیک نیتی کا پھل﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ چوروں کی ٹیم رات کے پہلے حصہ میں ایک قافلہ پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے نکلی، جب رات زیادہ چھا گئی تو وہ مسافر خانہ میں آئے اور دروازہ کھٹکا کر مسافر خانہ کے لوگوں سے کہنے لگے: ﴿انا جماعة من الغزاة و نرید ان نبیت اللیلة فی رباطکم﴾ ہم غازیوں کی جماعت ہیں اور ہم تمہارے مسافر خانہ میں رات گزارنا چاہتے ہیں۔ لوگوں نے ان کے لئے دروازہ کھولا۔ وہ سب اس میں داخل ہو گئے۔ مسافر خانہ کا مالک اللہ تعالیٰ کا قرب اور برکت حاصل کرنے کے لئے ان غازیوں کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔ اس کے پاس ایک معذور بچہ بھی تھا جو کہ اپنے قدموں پر کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ مسافر خانہ کے مالک نے ان چوروں اور ڈاکوؤں کا جھوٹا کھانا اور بچا ہوا پانی بطور برکت لیا۔ اور اپنی بیوی سے کہا: ﴿لنمسح ولدنا بهذا اعضاء ه فلعله یشفی ببرکة هولاء الغزاة﴾ اپنے بیٹے کے سارے اعضاء پر یہ پانی مل دو، شائد ان غازیوں کی برکت سے اللہ پاک اس کو شفاء دے دے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب صبح ہوئی تو ڈاکوؤں نے لوگوں سے مال لوٹا اور شام کو مسافر خانہ کے مالک کے پاس آئے تو دیکھا کہ وہ بچہ بالکل ٹھیک چل رہا ہے تو انہوں نے مسافر خانہ کے مالک سے کہا کہ یہ وہی بچہ ہے جس کو ہم نے کل معذور دیکھا تھا۔ اس نے کہا: ﴿نعم اخذت سورکم و فضل ماء کم و مسحته به فشفاه الله ببرکتکم﴾ ہاں، میں نے تمہارا جھوٹا اور بچا ہوا پانی لے کر اس کو مل دیا تھا، پس اللہ تعالیٰ نے تمہاری برکت سے اس کو شفاء دے دی۔ یہ سن کر وہ سب رونے لگے اور کہنے لگے: ﴿اعلم یا ایها الرجل انا لسنا بغزاة﴾ اے بندہ خدا، تو جانتا ہے۔ ہم تو غازی نہیں ہیں بلکہ ہم تو چور ہیں۔ ڈاکہ ڈالنے کے لئے نکلے تھے۔ لیکن اللہ پاک نے تیری اچھی نیت کی وجہ سے تیرے بیٹے کو عافیت بخشی ہے۔ لہٰذا ہم بھی اللہ پاک سے توبہ

کرتے ہیں۔ان سب نے توبہ کی اور سارے غازی اور مجاہد فی سبیل اللہ بن گئے۔اور اسی مشن میں فوت ہوئے۔

25: حکایت ﴿ضحاک بن علوان اور سانپ﴾

فارس کے بادشاہ ضحاک بن علوان کے پاس انسان کی شکل میں شیطان لعین آیا۔اور کہنے لگا: ﴿ایها الملك انا رجل اجود طبیح الاطعمة فاجعلنی علی طعامك﴾ اے بادشاہ، میں ایک مرد ہوں اور اچھے اچھے کھانے پکانے جانتا ہوں۔ مجھے اپنا کھانا پکانے کے لئے رکھ لو۔جب اس نے اپنی ضمانت دی تو ضحاک نے اسے کھانا پکانے کے لئے رکھ لیا۔لوگ اس سے پہلے گوشت نہیں کھاتے تھے۔

شیطان نے پہلے دن مرغی کا انڈہ پکایا۔ضحاک نے اس کو کھایا تو بہت خوش ہوا۔اس کے بعد شیطان نے کہا، اے ضحاک جس سے یہ انڈہ نکلتا ہے۔میں اس سے کھانا بناؤں گا۔

دوسرے دن اس نے مرغی ذبح کی اور پکا کر اس کو کھلائی۔ضحاک اس کو بھی کھا کر خوش ہوا۔تیسرے دن اس نے بکری اور چوتھے دن اونٹ اور گائے ذبح کی۔اس سے اسکا ارادہ یہ تھا کہ انسانوں کے قتل تک نوبت پہنچ جائے۔اسی طرح یہ سلسلہ ایک چلتا رہا، بالاخر بادشاہ گوشت کھانے کا عادی ہو ہی گیا۔پھر شیطان نے بادشاہ سے کہا: ﴿انك قد شرفتنی و اکرمتنی فاذن لی ان اقبل کتفیك﴾ تو نے میری بڑی عزت اور قدر کی ہے اگر تو مجھے اجازت دے تو میں تیرے دونوں کندھوں کے درمیان بوسہ دوں۔چنانچہ ضحاک نے اس کو اجازت دے دی وہ اس کے قریب ہوا اور دونوں کندھوں کے درمیان بوسہ جس کی وجہ سے اس کے دونوں کندھوں کے درمیان دو منہ سانپ کی شکل کے نمودار ہو گئے۔ان دونوں میں دو منہ اور آنکھیں تھیں۔جب ضحاک نے دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ تو شیطان ہے پھر اس سے کہنے لگے کہ تو نے مجھے قتل کر ڈالا۔پھر اس سے

پوچھا: ﴿ما دواء هما يا لعين﴾ اے شیطان لعین ان کی خوراک کیا ہے؟ شیطان نے کہا ﴿ادمغه الناس ثم ولی عنه فلم یره﴾ لوگوں کا دماغ، پھر وہ لعین چلا گیا اور نظر نہ آیا۔ اس کے بعد ضحاک نے ﴿کل یوم یامر وزیره بذبح اربعة رجال سمان حسان و یا خذ ادمغتهم فیغذی بها تللك الحیتین﴾ اپنے وزیر کو حکم دیا کہ وہ ہر روز چار موٹے تازے خوبصورت آدمی ذبح کرے اور ان کے دماغوں سے ان سانپوں کو خوراک دے۔ اسی طرح وہ وزیر تین سو سال تک زندہ رہنے کے بعد فوت ہو گیا پھر دوسرے وزیر کی ڈیوٹی لگی وہ بھی چار آدمی کو لاتا اور دو کو ذبح کرتا اور ان کے ساتھ دو مینڈھوں کے دماغ مکس کرتا اور ان سانپوں کو کھلاتا۔ باقی دو آدمیوں کو کہتا کہ تم پہاڑوں کی طرف چلے جاؤ اور وہاں اپنا ٹھکانا بناؤ۔ یہ سلسلہ تقریباً سات سو سال تک چلتا رہا۔ اور جو لوگ پہاڑوں میں قیام پزیر تھے ان کی نسل بڑھ گئی ان کی اولادوں میں بہت سارے مرد اور عورتیں ہو گئیں۔ بھیڑ، بکریاں وغیرہ ان کا ذریعہ معاش تھا اور یہی لوگ قوم کرد ہیں۔

26: حکایت ﴿بسم اللہ کی برکت سے جنت مل گئی﴾

ایک یہودی شخص ایک یہودیہ عورت کی کے عشق میں اتنا کھو گیا کہ اس نے کھانا پینا تک چھوڑ دیا۔ ایک دن وہ عطاء اکبر کے پاس گیا اور انہوں نے اس کا حال پوچھا اور ایک کاغذ پر بسم اللہ لکھ کر دی اور اس سے فرمایا؛ اس کو کھا جاؤ۔ امید ہے کہ اللہ پاک تجھے اس سے سکون دے گا یا پھر وہ عورت تیرے نصیب میں لکھ دے گا۔ جب اس نے کاغذ کو کھایا تو کہنے لگا: ﴿یا عطاء قد وجدت حلاوة الایمان و ظهر فی قلبی النور و نسیت تلك المراة فاعرض علی الاسلام فعرض علیه فاسلم ببرکة البسملة﴾ اے عطاء تحقیق میں نے ایمان کی مٹھاس پالی ہے اور نور ایمان میرے دل میں ظاہر ہو گیا ہے۔ جس کی بدولت میں اس عورت کو بھول گیا ہوں۔ پس آپ مجھ پر اسلام پیش کریں، جب اس پر اسلام پیش کیا گیا تو وہ بسم اللہ کی برکت سے مسلمان ہو

گیا۔
جب اس عورت نے اس یہودی شخص کے اسلام کی خبر سنی تو وہ بھی حضرت عطاء کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: ﴿یا امام المسلمین انا المراۃ التی ذکر ها لك الیهودی الذی اسلم و انی رایت البارحة فی منامی انه اتانی ات وقال لی ان اردت ان تنظری موضعك من الجنة فاذهبی الی عطاء فانه یریك ایاه﴾ اے مسلمانوں کے امام، میں وہی عورت ہوں جس کا ذکر اس یہودی نے آپ سے کیا تھا۔ جو ابھی مسلمان ہوا ہے۔ اور گزشتہ رات میں نے دیکھ کہ کوئی آنے والا میرے پاس آیا اور مجھے کہنے لگا کہ اگر تو اپنا مقام جنت میں دیکھنا چاہتی ہے تو عطاء اکبر کے پاس چلی جاؤ۔ وہ تجھے تیرا مقام دیکھا دے گا۔ اب میں آپ کے پاس آئی ہوں: ﴿فقل لی این الجنة﴾ بتائیے جنت کہاں ہے۔
حضرت عطاء نے اس عورت سے فرمایا: ﴿ان اردت الجنة فعلیك اولا ان تفتحی بابها ثم تدخلین الیها﴾ کہ اگر تیرا جنت دیکھنے کا پروگرام ہے تو پہلے تجھ پر اس کا دروازہ کھولنا ضروری ہے۔ پھر تو اس میں داخل ہو گی۔ عورت نے عرض کیا: ﴿کیف افتح بابها﴾ میں اس کا دروازہ کیسے کھول سکتی ہوں۔
حضرت عطاء نے فرمایا، پڑھو: ﴿بسم اللہ الرحمان الرحیم﴾ اس عورت نے پڑھی پھر عرض کیا: ﴿یا عطاء قد وجدت فی قلبی نورا و رایت ملکوت اللہ فاعرض علی الاسلام فعرضه علیها فاسلمت البسملة﴾ اے عطاء میں اپنے دل میں نور پایا جس کی بدولت میں نے اللہ تعالیٰ کی خدائی کو دیکھ رہی ہوں۔ پس مجھ پر اسلام پیش کردو۔ چنانچہ حضرت عطاء نے اسلام پیش کیا۔ تو وہ بسم اللہ کی برکت سے مسلمان ہو گئی۔ پھر وہ اپنے گھر آئی اور رات کو خواب میں دیکھا: ﴿انها دخلت الجنة و رات قصورها وقبابها و فیها قبة مکتوب علیها﴾ کہ وہ جنت میں داخل ہوئی اور اس میں محلات اور قبے دیکھے ان میں سے ایک قبے پر یہ لکھا ہوا

دیکھا: ﴿بسم اللہ الرحمان الرحیم، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ﴾

اس عورت نے اس کو پڑھا اور ایک اعلان کرنے والے کو سنا کہ وہ کہہ رہا تھا: ﴿یا ایتھا القارئۃ کذلک قد اعطاک اللہ جمیع ما قراتہ﴾ اے اس کو پڑھنے والی خاتون، اللہ تعالیٰ نے تجھ کو وہ تمام چیزیں دے دی ہیں جو تو نے پڑھی ہیں۔ اس کے وہ عورت خواب سے بیدار ہوئی: ﴿الٰھی کنت دخلت الجنۃ فاخرجتنی منھا اللھم اخرجنی من ھم الدنیا بقدرتک فلما فرغت من دعائھا سقطت دارھا علیھا فماتت شھیدۃ﴾ اے اللہ، میں جنت میں داخل ہوئی تھی تو تو نے مجھے اس سے باہر نکال دیا۔ اے میرے اللہ تو مجھے اپنی قدرت سے دنیا کے غموں سے نکال دے۔ جب وہ اپنی دعا سے فارغ ہوئی تو گھر کی چھت اس پر گری تو وہ شہادت کی موت پا گئی۔ اللہ پاک اس عورت پر ﴿بسم اللہ اور الحمد للہ﴾ کی برکت سے رحم فرمائے۔

27: حکایت ﴿اللہ تعالیٰ کا فضل وسیع ہے﴾

صالحین میں سے کسی ایک شخص سے روایت ہے کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ جبکہ ایک شخص سجدہ میں پڑا ہوا کہہ رہا تھا: ﴿ماذا فعلت یا سیدی فی امر عبدک المحروم﴾ اے میرے مولا: تو نے اپنے محروم بندہ کے بارے میں کیا معاملہ کیا؟ جب بھی میرا گزر اس کے پاس سے ہوتا تو میں اسے یہی الفاظ کہتا ہوئے سنتا۔ جب میں طواف اور سجدہ سے فارغ ہوا تو میں نے اس سے پوچھا تو اس نے مجھے بتایا کہ ہم روم کے شہر میں رہ کر رومیوں کے قلعوں پر ڈاکہ ڈالتے تھے۔ ہمارے فوج کے کمانڈر نے بہت بڑی جماعت جمع کر لی اور رومیوں کے شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ کمانڈر صاحب نے ہم میں سے دس آدمیوں کا انتخاب کیا۔ جن میں میں بھی تھا۔ اور ہمیں مقدمۃ الجیش کے طور پر بھیجا۔ جب ہم میدان میں آئے تو وہاں تقریبا

ساٹھ (٦٠) کافروں کو دیکھا پھر ہم نے دوسرے میدان میں دیکھا وہاں بھی تقریباً چھ سو آدمی نظر آئے۔ ہم نے اپنے کمانڈر کو اس کی خبر دی اس نے رومیوں کی طرف مسلم فوج کا ایک لشکر بھیجا تو مسلم فوج نے ان سب رومی کافروں کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ہمارے کمانڈر ہمیں کہنے لگے، تم لوگ برکت والے ہو۔ لہٰذا تم لوگ رات کو معمول کے مطابق مخبری کے لئے نکلا کرو۔ چنانچہ ہم نکلے تو اچانک ایک ہزار سواروں کے گھیرے میں آ گئے۔ انہوں نے ہمیں قید کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا۔ بادشاہ نے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ لیکن اسے یہ بتایا گیا کہ مسلمانوں نے ان کے قیدیوں کو قتل کر دیا تھا جن میں بادشاہ کے چچا کا بیٹا بھی تھا۔ تو بادشاہ کو بڑا غصہ آیا اور ہمارے قتل کا حکم دے دیا۔ اور ہماری آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ ایک شخص بادشاہ کے پاس کھڑا تھا۔ اس نے کہا ان کی آنکھوں پر پٹی باندھنا ان پر نرمی کرنا ہے۔ ان کی آنکھیں کھول دیں تاکہ یہ ایک دوسرے کو قتل ہوتے ہوئے دیکھیں۔ یہ ان پر زیادہ تکلیف دہ ہو گا۔ جب ہماری آنکھوں سے پٹیاں کھول دی گئیں تو میں نے اپنے پاس کھڑے ایک شخص کو دیکھا جو ریشم کے کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھا اور سونے سے آراستہ پیراستہ تھا۔ یہ ہمارے پاس پہلا مسلمان تھا جو مرتد ہو کر کافروں کے ساتھ مل گیا تھا۔ اور میں اس سے کلام کرنے پر قادر نہیں تھا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو دس عورتیں نظر آئیں ان میں سے ہر ایک کے ساتھ رومال اور طباق تھا اور ان عورتوں پر آسمان سے دس دروازے کھلے ہیں۔ پھر اس کے بعد جلاد نے ایک ایک کر کے ہمارے ساتھیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ جب وہ ایک کو قتل کرتا تو ان عورتوں میں سے ایک عورت اترتی اور اس کی روح کو لے کر رومال میں لپیٹتی اور طباق پر رکھتی اور ایک دروازے سے اوپر چلی جاتی۔ میں سب سے آخر میں تھا۔ جب حکم مجھ تک پہنچا تو آسمانی عورت میری طرف آنے لگی تا کہ میری روح کے ساتھ وہی معاملہ کرے جو مجھ سے پہلوں کے ساتھ ان کی سہیلیوں نے کیا ہے۔ جب جلاد نے میرے قتل کا ارادہ کیا تو بادشاہ کے پاس کھڑے شخص نے کہا: ﴿ایها الملك اذا قتلتهم

جمیعا فمن یخبر المسلمین بقتلهم فاترك هذا الیخبر المسلمین﴾ اے بادشاہ: جب آپ ان سب کو قتل کر دیں گے تو مسلمانوں کو ان کے قتل کی خبر کون دے گا۔ اس لئے اس کو چھوڑ دو تا کہ یہ باقی لوگوں کے قتل کی خبر مسلمانوں کو دے۔ لہٰذا انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور وہ عورت مجھے محروم کہتی ہوئی واپس چلی گئی۔ اس لئے میں یہاں رو رہا ہوں اور عرض کر رہا ہوں: ﴿یا رب ماذا صنعت فی امر المحروم فقلت له لا یتاس ففضل الله کبیر﴾ اے میرے پروردگار: تو نے محروم کے متعلق کیا کیا، میں نے اس سے کہا کہ تو نا امید نہ ہو اس لئے کہ اللہ پاک کا فضل بہت وسیع ہے۔

28: حکایت ﴿شیطان کی شیطانی﴾

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک آدمی کا انگور اور دوسرے پھل دار درختوں کا باغ تھا۔ اس بتایا گیا کہ تیرا باغ برف باری کی وجہ سے تباہ ہو گیا ہے۔ شیطان نے اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ: ﴿انك تعبد الله وتطیعه وقد اهلك کرومك و اشجارك﴾ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرمانبرداری کرتا ہے۔ اس نے تیرے انگور اور دوسرے درختوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ اس آدمی کو سخت غصہ آیا اس نے باہر نکل چابی آسمان کی پھینکی دی اور کہنے لگا: ﴿قد اهلکت ثماری فخذ المفتاح﴾ اے خدا: تو نے میرے پھلوں کو برباد کر دیا۔ یہ اپنی چابی پکڑ لے۔ وہ چابی کچھ دیر تو ہوا میں اڑتی رہی اس کے بعد وہ کالا سانپ بن کر اس کی گردن میں چمٹ گئی اور چالیس دن تک اس کی گردن میں لٹکی رہی۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ جب لوگوں نے اس کو غسل دینے کا پروگرام بنایا تو وہ سانپ اس کی گردن سے علیحدہ ہو گیا۔ جب اس کو دفنایا گیا تو وہ فوراً واپس چمٹ گیا۔

فائدہ: ﴿مسجد اقصیٰ کی چابی اور مجرب وظیفہ﴾

حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ بیت المقدس کی چابی حضرت سلیمان کے پاس تھی۔ آپ اس چابی پر کسی کو امین نہیں بناتے تھے۔ ایک رات آپ کرنے اٹھ کر دروازہ

کھولنے لگے۔ لیکن دروازہ نہ کھل سکا۔ آپ نے جنوں سے مدد لی مگر وہ بھی نہ کھول سکے پھر انسانوں سے مدد لی ان سے بھی نہ کھل سکا۔ آپ پریشان ہو کر بیٹھ گئے اور سوچنے لگے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیت المقدس سے روکنا چاہتا ہے۔ اتنے میں ایک بزرگ شخص اپنی لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے تشریف لائے۔ اور وہ حضرت سلیمان کے والد حضرت داود کے ساتھیوں میں سے تھے۔ انہوں نے کہا: (یا نبی اللہ اراك حزینا) اے اللہ کے نبی میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں۔ حضرت سلیمان نے فرمایا، اس دروازے کا کھلنا مجھ پر، انسانوں اور جنوں پر مشکل ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے پریشان ہوں۔ اس بزرگ نے فرمایا: کیا میں آپ کو وہ کلمات نہ بتلاؤں جو آپ کے والد حضرت داؤد مشکل کے وقت پڑھتے تھے تو مشکل حل ہو جاتی تھی۔ حضرت سلیمان نے فرمایا، ہاں بتایئے۔ اس بزرگ نے بتایا کہ آپ یہ پڑھتے تھے: ﴿اللھم بنورك اھتدیت وبفضلك استغنیت وبك اصبحت و امسیت ذنوبی بین یدیك استغفرك واتوب الیك یا حنان یا منان﴾ ترجمہ: اے اللہ: میں نے تیرے نور سے ہدایت پائی، اور تیرے فضل سے مال دار ہوا اور تیری مدد سے میں نے صبح شام کی، میرے گناہ تیرے سامنے ہیں، میں تیری طرف توبہ اور رجوع کرتا ہوں۔ اے مہربانی کرنے والے اور احسان کرنے والے۔

فائدہ: ﴿حضرت سلیمان علیہ السلام کی عجیب وغریب کرسی﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام نے دربار لگانے کا پروگرام بنایا تو جنات کو حکم دیا کہ وہ ان کے لئے ایک خوبصورت اور دیدہ زیب کرسی بنائیں اور وہ کرسی اس طرح کی ہو کہ اگر اس کو جھوٹا مدعی یا گواہ دیکھے تو اس کے شانوں کا گوشت کانپنے لگے۔ چنانچہ جنات نے اس کرسی کو ہاتھی کے دانت، جواہرات، یاقوت، لولو اور زبرجد لگا کر مزین کیا، اور اس کے گرد جواہرات سے انگور کے بوٹے بنا کر لگائے، کھجور کے چار درخت سونے کے، شاخیں چاندی کی اور ان میں سے دو درختوں کی چوٹی پر دو سونے کے طوطے، اور

دوسرے دو درختوں کی چوٹی پر سونے کے دو گدھ بنائے اور اس کرسی کے دونوں کونوں پر سونے کے دو شیر بنائے اور شیروں کے سروں پر سبز زمرد کے ستون تھے۔ جنات نے اس کرسی کو اٹھا کر ایک بڑی چٹان پر رکھا اور اس کرسی کو گھمانے کے لئے اس کے نیچے ایک بڑا سانپ بنایا۔ جب حضرت سلیمان اس کے پہلے درجہ پر قدم رکھتے تو وہ کرسی تمام چیزوں سمیت چکی کی طرح گھومتی۔ مور اور گدھ اپنے پر کھول کر، شیر اپنے پنجے پھیلا کر اپنی دم کو زمین پر مارتے۔ ہر درجہ میں اسی طرح کرتے۔ جب حضرت سلیمان اوپر والے درجہ پر تشریف فرما ہوتے تھے تو دونوں گدھ آپ کے سر مبارک پر تاج رکھتے اور اس پر مشک اور عنبر چھڑکتے تھے۔ جب آپ اس کرسی پر تشریف فرما ہوتے تو سونے کا کبوتر زبور شریف آپ کی خدمت میں پیش کرتا تھا۔ آپ لوگوں کو پڑھ کر سناتے۔ آپ کی دائیں طرف بنی اسرائیل کے علماء سونے کی کرسیوں پر بیٹھتے اور بائیں طرف چاندی کی کرسیوں پر جنات کے سردار بیٹھتے تھے۔ اس طرح فیصلہ کے لئے دربار لگتا جب گواہی کے لئے گواہ حاضر ہوتے تو کرسی اپنی تمام چیزوں سمیت گھومنا شروع کر دیتی تھی۔ شیر، مور اور گدھ اپنے سابقہ کرتب دکھاتے تھے جس سے گواہ لوگ خوف زدہ ہو جاتے تھے۔ اور جھوٹی گواہی نہیں دیتے تھے۔ جب حضرت سلیمان کا وصال ہو گیا تو بخت نصر بادشاہ نے اس کرسی کو اپنے پاس رکھ لیا جب اس نے کرسی پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو شیروں میں سے ایک نے اپنا دایاں پنجہ اس کی پنڈلی پر مارا۔ جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ تکلیف محسوس کرتا رہا اور اس کرسی پر نہ بیٹھ سکا۔ حتیٰ کہ وہ مر گیا اور وہ کرسی انطاکیہ شہر میں باقی رہی حتیٰ کہ کراس بن سد اس نے انطاکیہ والوں سے جنگ کر کے خلیفہ بخت نصر کو شکست دی۔ پھر اس کرسی کو بیت المقدس کی طرف واپس لوٹایا گیا لیکن کسی بادشاہ کو اس پر بیٹھنے کی طاقت نہ ہوئی۔ پھر اس کو کرسی کو صخرہ کے نیچے رکھا گیا اس کے بعد وہ کرسی غائب ہو گئی اور اس کی کوئی خبر اور نام و نشان کا معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کرسی کہاں چلی گئی۔

29: حکایت ﴿والدین کی خدمت سے کرامت ملی﴾

حضرت سلیمان آسمان اور زمین کے درمیان ہوا میں پرواز فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ گہرے سمندر کے اوپر سے محو پرواز تھے تو ہوا کی وجہ سے سمندر میں خوفناک لہریں اٹھتی ہوئیں دیکھیں۔ تو ہوا کو حکم دیا کہ ٹھہر جاؤ پھر جنات کو حکم دیا کہ وہ سمندر کے پانی میں غوطہ لگا کر اس کے اندر دیکھیں۔ جنات نے ایک ایک کر کے غوطہ لگایا تو سمندر کے اندر ایک سفید رنگ کا خوبصورت قبہ دیکھا جس کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ جنات نے اس بات کی خبر حضرت سلیمان کو دی تو آپ نے اس قبہ کو باہر نکالنے کا حکم دیا۔ جنات نے اس کو نکال کر آپ کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت سلیمان اس کو دیکھ کر بڑے حیران ہوئے۔ پھر اللہ پاک سے دعا کی کہ وہ اس قبہ کو پھاڑ دے چنانچہ اس کا دروازہ کھلا تو: ﴿فاذا فیھا شاب ساجد اللہ تعالیٰ﴾ اس میں ایک نوجوان کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہا تھا۔ حضرت سلیمان نے اس سے پوچھا: ﴿امن الملائکۃ انت ام من الجن﴾ کیا تو فرشتوں سے ہے یا جنات میں سے؟ اس نے کہا: ﴿لا بل من الانس﴾ نہیں بلکہ میں انسانوں میں سے ہے۔ حضرت سلیمان نے اس سے پوچھا: ﴿بای شیء نلت ھذہ الکرامۃ﴾ یہ کرامت تو نے کیسے حاصل کی۔ اس نوجوان نے کہا: ﴿ببر الوالدین لانہ کانت لی ام عجوز و کنت احملھا علی ظھری﴾ والدین کی خدمت کی وجہ سے کہ میری ماں بوڑھی تھی میں اُسے اپنی پیٹھ پر اٹھائے رکھتا اور وہ مجھے یہ دعا دیا کرتی تھی ﴿اللھم ارزقہ السعادۃ واجعل مکانہ بعد وفاتی لا فی الارض ولا فی السماء﴾ اے اللہ عزوجل! تو اس کو سعادت عطا فرما اور میری وفات کے بعد اس کو ایسا رتبہ عطاء فرما دے کہ وہ نہ زمین میں ہو اور نہ آسمان میں۔ اب وہ وفات پا گئی تو میں سمندر کے کنارے پھر رہا ہوں۔ میں نے سفید موتی کا ایک قبہ دیکھا جب میں اس کے پاس گیا تو وہ میرے لئے کھل گیا اور میں اس کے اندر

داخل ہو گیا اس کے بعد وہ اللہ کی سے مجھ پر بند ہو گیا ﴿فلا ادری انا فی الارض او فی الھواء او فی السماء ویرزقنی اللہ تعالیٰ فیھا﴾ پھر مجھے نہیں علم کہ میں زمین پر ہوں یا ہوا میں یا آسمان میں۔ پس اللہ تعالیٰ مجھے اس قبہ میں روزی دیتا ہے۔ حضرت سلیمان نے پوچھا: ﴿کیف یاتیک رزقك فیھا﴾ تیرے پاس اس میں روزی کس طرح آتی ہے؟ اس نوجوان نے جواب دیا: ﴿اذا جعت یخرج من الحجر الشجر و یخرج من الشجر الثمر و ینبع منہ ماء ابیض من اللبن و احلی من العسل و ابرد من الثلج فاکل و اشرب فاذا شبعت وروبت زال ذلك﴾ جب مجھے بھوک لگتی ہے تو اس پتھر سے ایک درخت نکلتا ہے اور اس درخت سے پھل نکلتا ہے۔ اور اس سے سفید پانی بھی نکلتا جو دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے اس سے کھاتا اور پیتا ہوں۔ جب میں سیراب ہو جاتا ہوں تو وہ غائب ہو جاتا ہوں۔ پھر حضرت سلیمان نے پوچھا: ﴿کیف تعرف اللیل من النھار﴾ تو اس میں دن اور رات کو کیسے پہچانتا ہے؟ اس نے کہا کہ: ﴿اذا طلع الفجر ابیضت القبۃ و انارت و اذا غربت اظلمت فاعرف بذلك النھار واللیل﴾ جب فجر طلوع ہوتی ہے تو یہ قبہ سفید ہو جاتا ہے اور جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو اس میں اندھیرا ہو جاتا ہے، اس طریقہ سے دن اور رات کا پتا چل جاتا ہے۔ بالآخر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور وہ قبہ بند ہو کر شتر مرغ کے انڈے کی شکل اختیار کر گیا۔ اور سمندر میں واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ و اللہ علی کل شیء قدیر۔

30: حکایت ﴿پرندوں کے ذریعے خدمت﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہر جنس میں سے ستر ہزار پرندوں کو جمع کیا گیا۔ ان میں سے ہر پرندہ کا رنگ الگ الگ تھا۔ وہ سب پرندے آپ کے سر مبارک پر

بادلوں کی سایہ کرتے تھے۔ ایک دن حضرت سلیمان نے ان پرندوں سے ان کی زندگی کے متعلق پوچھا: ﴿این تبیض و این تفقس﴾ کہ کہاں انڈے دیتے ہو اور کہاں بچے دیتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ﴿منا ما یبیض فی الهواء و یفرخ فیه و منا ما یبیض علی جناحه حتی یفرخ و منا ما یمسك بیضه بمنقاره حتی یفرخ و منا ما لا یتسافد و لا یبیض و نسلنا قائم ابدا﴾ ہم میں سے بعض تو ہوا میں انڈے دیتے ہیں اور وہاں پر ہی بچے نکل آتے ہیں، اور بعض ہم میں سے اپنے بازو پر انڈے دیتے ہیں اور وہاں پر ہی بچے نکل آتے ہیں اور ہم میں سے بعض اپنی چونچ میں انڈے دیتے ہیں اور وہاں پر بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعض ہم سے نہ جفتی کرتے ہیں اور نہ ہی انڈے دیتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہماری نسل ہمیشہ قائم رہتی ہے۔

﴿حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کی وسعت﴾

سدی فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ریشم اور سونے کا بنا ہوا تھا۔ وہ تخت اتنا وسیع تھا کہ لشکر، چار پائے، گھوڑے، اونٹ اور سارے انسانوں، جنوں، وحشی جانوروں اور پرندوں کو اٹھا لیتا تھا۔ حضرت سلیمان کا لشکر دس لاکھ تھا اور ان کے تعلق دار بھی دس لاکھ کے برابر تھے: ﴿کان یسیر ما بین السماء والارض قریبا من السحاب﴾ آپ کا تخت آسمان اور زمین کے درمیان بادلوں کے قریب پرواز کرتا تھا۔ آپ جہاں جانا چاہتے ہوا آپ کو لے جاتی۔ آپ کی مرضی کے مطابق ہوا تیز اور آہستہ چلتی۔ ہوا کی قوت کا عالم یہ تھا کہ چلتے وقت نہ کسی درخت کو نقصان دیتی اور نہ ہی کسی فصل کو برباد کرتی۔ ﴿اذا تکلم احدا کلامه فی اذنه﴾ جب کوئی بات کرتا تو ہوا اس کی بات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان میں ڈال دیتی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک کرسی سونے کی تھی جو یاقوت اور موتیوں سے مرصع تھی اس کے ارد گرد تین ہزار کرسیاں تھیں۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ علماء، وزراء اور بنی اسرائیل کے اکابرین کے مطابق چھ لاکھ

کرسیاں تھیں۔ حضرت سلیمان کا لشکر تین سو میل زمین پر پھیلا ہوا ہوتا۔ جن میں سے پچھتر (۷۵) میل انسانوں کے لئے اور پچھتر (۷۵) جنات کے لئے اور پچھتر (۷۵) وحشی جانوروں کے لئے اور پچھتر (۷۵) پرندوں کے لئے مقرر تھی۔ جنات آپ کے لئے سمندر سے ہیرے موتی نکالتے تھے۔ اور آپ کے لنگر خانے میں ہر دن ایک لاکھ بکریاں اور چالیس ہزار گائیں ذبح کی جاتیں تھیں۔ لیکن اس کے باوجود آپ اپنے ہاتھ سے کام کرتے تھے۔ اسی طرح نقل کیا گیا ہے کہ آپ جو کی روٹی کھاتے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ایک دن بڑی سواری پر سوار تھے تو جو اللہ پاک نے آپکو مقام دیا تھا اس کو دیکھا تو تعجب میں پڑ گئے۔ اور اپنے نفس میں بھی تعجب ہو گیا۔ اس وجہ سے مال کم ہونے لگا حتی کہ آپ کے لشکر کے بارہ ہزار شخص ہلاک ہو گئے اس کے بعد ﴿فضرب البساط بقضيب كان في يده وقال له اعتدال يا بساط﴾ آپ نے تخت کو اس کوڑے کے ساتھ مارا جو آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اور کہا اے تخت تو اعتدال میں ہو جا۔ آگے سے جواب آیا: ﴿تعتدل انت يا سليمان﴾ اے سلیمان علیہ السلام تو اعتدال میں آ جا۔ اس کے بعد حضرت سلیمان کو معلوم ہو گیا کہ ﴿ان البساط مامور فخر ساجد الله تعالىٰ معتذر انما قام بنفسه﴾ کہ تخت اللہ پاک کے حکم کا پابند ہے آپ سجدہ میں گر گئے اور جو خیال دل میں پیدا ہوا تھا اس کی اللہ پاک سے معذرت کی لی تھی۔ و اللہ اعلم